© rasailojaraid.com

مذاہبِ اربعہ کا مختصر تعارف

پروفیسر سعید احمد

کامسٹ کالج، وحدت روڈ، لاہور

تاریخی پس منظر

مذاہب مذہب کی جمع ہے اور لغۃً مذہب چلنے کی جگہ یعنی راستے کو کہتے ہیں۔ فقہ کی اصطلاح میں مذہب، مسائل پر مشتمل احکام کا نام ہے جس طرح راستہ منزل تک پہنچا تا ہے اسی طرح یہ احکام آخرت میں سرخروئی کا سبب ہیں۔ ا

دوسری صدی ہجری کے آغاز سے لے کر چوتھی صدی ہجری کے نصف کا دور اجتہاد کا سنہری دور ہے۔ جس میں اُفق اجتہاد پر تیرہ مجتہد چمکے جن کے مذاہب مدون کیے گئے اور ان کے آراء کی تقلید کی گئی۔

امام سفیان ابن عیینہ (مکہ مکرمہ)، امام مالک ابن انس (مدینہ منورہ)، امام حسن بصری (بصرہ)، امام ابوحنیفہ (کوفہ) امام سفیان ثوری (کوفہ)، امام اوزاعی (شام) امام شافعیؒ امام لیث ابن سعد (مصر) امام اسحاق ابن راہویہ (نیشاپور)، امام ابوثور، امام احمد، امام داود ظاہری اور ابن جریر الطبری (بغداد) ۲

مذکورہ بالا مذاہب میں سے اکثر مذاہب اپنے پیروکاروں کے ختم ہونے سے باقی نہ رہے۔ باقی رہنے والے مذاہب میں چار مذاہب آج تک قائم اور مشہور ہیں:

۱- مذہب حنفی ۲- مذہب مالکی

۳- مذہب شافعی ۴- مذہب حنبلی

یہ مذاہب اپنے بانیوں کے نام سے مشہور ہوئے۔

(۱) مذہب حنفی

اس مسلک کے بانی حضرت امام ابوحنیفہؒ (۸۰ھ/ ۶۹۹ء-۱۵۰ھ/ ۷۶۷ء) ۳ ہیں۔

امام ابوحنیفہ نعمان ابن ثابتؒ شروع میں کپڑے کی تجارت کرتے تھے، جس میں صدقِ معاملہ اور ملاوٹ سے نفرت کی وجہ سے آپ مشہور تھے بعد میں آپ نے قرآن وحدیث، کلام اور فقہ کے علوم کی تکمیل کی، چونکہ آپ کا میلانِ طبع فقہ کی طرف تھا۔ اس لیے اس کی تعلیم وتدریس میں مصروف ہو گئے۔ ۴

آپ ۱۲۰ ہجری میں حضرت عمرؓ کے حکم سے قائم ہونے والے مدرسۂ فقہ میں اپنے عظیم استاد حماد ابن ابی سلیمان کے جانشین مقرر ہوئے۔ حماد سے پہلے ابراہیم نخعی یہاں تعلیم فقہ کے فرائض سرانجام دیتے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رہے۔ جو علقمہ نخعی کے بعد معلم مقرر ہوئے تھے، علقمہ کو حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے شرفِ تلمذ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے یہ جلیل القدر صحابی فطری طور پر قانون کی طرف گہرا میلان رکھتے تھے۔ قرآن وسنت سے قانونی نقطہ آفرینی اور استدلال کا انہیں خاص ملکہ حاصل تھا۔ ان کی اسی خصوصیت کی وجہ سے حضرت عمرؓ نے انہیں اہلِ کوفہ کی تعلیم وتربیت کے لیے وہاں بھیجا تھا۔ کوفہ کو ایک نو آباد شہر ہونے کے باوجود جن سینکڑوں صحابہ کرامؓ کا مسکن ہونے کا شرف حاصل تھا اس میں اٹھاون ایسے صحابہ کرام بھی تھے جو جنگِ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھے۔[۵] ان مبارک حضرات کی برکت سے اس شہر کے کوچے کوچے میں قرآن وسنت اور اسلامی اخلاق وآداب کی تربیت گاہیں قائم ہوگئیں مگر جامع مسجد کوفہ اربابِ ذوق کا مرکز نگاہ تھی جہاں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے مدرسہ فقہ قائم کیا تھا۔

امام ابوحنیفہؒ

علم فقہ سے وابستگی کا یہ عالم تھا کہ آپ اپنی تمام تر ذہانت وفطانت، استعداد اور مہارت کے باوجود کامل اٹھارہ برس اپنے استاد حماد کے دامنِ فیض سے وابستہ رہے۔ خطیب بغدادی نے ''تاریخ بغداد'' میں آپ کا یہ قول نقل کیا ہے:

''فجعلت علی نفسی أن لا أفارق حماداً حتی یموت فصحبته ثمانی عشرۃ سنۃ''[۶]

(پس میں نے اپنے اوپر یہ لازم کر دیا کہ (اپنے استادِ محترم) حماد سے ان کی زندگی میں جدا نہیں ہوں گا، چنانچہ میں اٹھارہ سال تک ان کی صحبت میں رہا)

آپ نے حماد کے علاوہ زید بن علی بن زین العابدین، امام جعفر صادق، عبداللہ بن حسن (ابو محمد نفس ذکیہ) سے بھی اکتسابِ فیض کیا۔ اسی طرح جب ہر سال آپ حج کے لیے حجاز تشریف لے جاتے تو وہاں کے علما اور فقہا سے افادہ واستفادہ کرنے کا موقع ملتا۔ مکہ مکرمہ میں آپ تقریباً چھ سال اقامت پذیر رہے۔[۷] ظاہر ہے اس دوران انہیں اہل حجاز کے علما، فقہا اور محدثین سے مذاکرہ ومباحثہ کرنے اور دبستانِ حجاز کی فقہ کے بارے کامل آگاہی ہوئی ہوگی۔ اسی طرح ذخیرہ حدیث سے فیض یاب ہونے کے مواقع بھی میسر آئے ہوں گے، اس سے ان لوگوں کے الزام کا جواب بھی مل جاتا ہے جو آپ پر ذخیرہ حدیث سے ناواقف ہونے کی تہمت لگاتے ہیں۔ ہاں امام ابوحنیفہ دوسرے ائمہ کی بہ نسبت حدیث کم روایت کرتے ہیں کیونکہ عراق میں فتنہ وضع حدیث کے شیوع کی وجہ سے آپ نے قبولِ حدیث کے لیے کڑی شرائط مقرر کی تھیں۔[۷-الف] اور اس میں شک نہیں کہ حدیث کے عدمِ ثبوت وصحت کی وجہ سے قیاس کو استعمال میں لانا آپ پر مخالفتِ حدیث اور تقدیم القیاس علی الحدیث جیسے شبہ کا ہرگز موجب نہیں ہوسکتا۔

علامہ ابن خلدونؒ آپ کے حدیث کے بڑے مجتہد ہونے کی دلیل دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپ علم حدیث کے بہت بڑے مجتہد تھے جس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ لوگ آپ کے مذہب پر بھروسہ کرتے ہیں اور کسی بات کو ماننے اور نہ ماننے کے اعتبار سے آپ کی رائے کا احترام کرتے ہیں۔ اس کے برعکس دوسرے محدثین کرام نے تحمل حدیث کی شرطیں ہلکی کر دیں۔ اس لئے انہیں بہت سی حدیثوں کی روایت کا موقع مل گیا۔ ۸

امام ابو یوسفؒ (محدثین جن کو فقہ وحدیث کا جامع قرار دیتے ہیں) فرماتے ہیں:

''ماخالفت أباحنيفة في شئ قط فتد برته الامذهبه الذى ذهب اليه أنجىٰ فى الآخرة وكنت ربما ملت الى الحديث وكان هو أبصر بالحديث الصحيح منى،، ۹

(میں نے جب کبھی کسی معاملے میں امام ابوحنیفہؒ سے اختلاف کیا تو تدبر کے بعد معلوم ہوا کہ جس رائے کو آپ نے اختیار کیا ہے وہ آخرت میں زیادہ نجات کا باعث ہے اور اکثر اوقات میں حدیث کی طرف مائل ہوتا تو معلوم ہوتا کہ آپ مجھ سے بڑھ کر حدیث صحیح کو جاننے والے ہیں)

یحییٰ بن معین سے سوال کیا گیا ''کیا امام ابوحنیفہ حدیث میں ثقہ تھے،،؟ انہوں نے فرمایا:

''نعم ثقة ''ثقة وكان والله اورع ان يكذب واجل من ذالك'' ۱۰

(ہاں وہ ثقہ تھے وہ ثقہ تھے اور اللہ کی قسم آپ کذب سے اجتناب کرنے میں سب سے زیادہ صاحب ورع تھے)

یوسف صغار کہتے ہیں کہ میں نے وکیع کو کہتے ہوئے سنا:

''لقد وجد الورع عن أبى حنيفة فى الحديث مالم يوجد عن غيره'' ۱۱

(حدیث کے معاملہ میں جو ورع وتقویٰ امام ابوحنیفہؒ میں پایا جاتا ہے وہ کسی اور میں نہیں پایا جاتا)

الغرض دیگر اساتذہ کے ساتھ امام حماد کے ساتھ طویل صحبت نے آپ کی استعداد کو اور زیادہ نکھار بخشا اور آپ نے اس علم میں وہ مہارت حاصل کر لی کہ امام اعظم آپ کا لقب مشہور ہو گیا اور اس فن کے بڑے بڑے اکابر نے آپ کو خراج تحسین پیش کیا۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

''الناس عيال على ابى حنيفه فى الفقه،، ۹

(لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہؒ کے محتاج ہیں)

یحی بن ابی طالب کہتے ہیں کہ میں نے علی بن عاصم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

''لووزن علم ابى حنيفة بعلم اهل زمانه لرجح عليهم،، (۱۳)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(اگر دنیا کے لوگوں کے علم کا ابوحنیفہؒ کے علم کے مقابلہ میں وزن کیا جائے تو آپ کا علم سارے زمانے کے علم پر بھاری ہوگا)

محمد بن مقاتل کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک کو اس سوال:

''متی یسع الرجل ان یفتی اویلی القضاء او الحکم،،

(کسی آدمی میں فتوی دینے، عہدۂ قضا قبول کرنے یا حکم بننے کی صلاحیت کب پیدا ہوتی ہے؟)

کے جواب میں فرماتے ہیں:

''اذا کان عالماًبالحدیث، بصیراًبالرای عالماًابی حنیفة حافظاً له،،۱۴

(جب وہ حدیث کا عالم، رائے سے آگاہ اور ابوحنیفہؒ کے اقوال کو جاننے والا اور ان کا حافظ ہو)

سفیان بن عینیہ فرماتے ہیں:

''من ارادالمغازی فالمدینة،ومن ارادالمناسک فمکةومن اراد الفقه فالکوفةویلزم اصحاب ابی حنیفة،،۱۵

(جو آدمی مغازی کے بارے میں آگاہ ہونا چاہے تو اسے مدینہ منورہ جانا چاہیے، جو مناسک کے بارے میں جاننا چاہتا ہو اسے مکہ مکرمہ کی طرف عازم سفر ہونا چاہیے اور جو علم فقہ کے حصول کا متمنی ہو اسے کوفہ کا رخ کرنا چاہیے اور اصحاب ابی حنیفہ کی صحبت اختیار کرنی چاہیے)

حرملہ بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعیؒ کو فرماتے ہوئے سنا:

''من لم ینظرفی کتب ابی حنیفةلم یتجر فی الفقه،،۱۶

(جو شخص مذہب ابی حنیفہ کی کتب پر نظر نہیں رکھتا وہ فقہ میں تبحر حاصل نہیں کرسکتا)

امام ابوحنیفہؒ اور مجلس تدوین فقہ

رفتہ رفتہ اہل علم وفضل صحابہ وتابعین، جن کی وجہ سے وارثانِ میراثِ نبوت کے وصال کر جانے کے بعد آنے والی نسلیں کہیں اپنی غفلت اور عدمِ توجہی کے باعث اس عظیم نعمت سے محروم نہ جائیں۔ آپ کے استاذِ محترم امام حماد بن ابی سلیمان کی وفات سے اس احساس میں شدت آئی۔ مسندِ استاذ پر متمکن ہوتے ہی انہوں نے یہ طے کیا کہ وہ اس عظیم میراث کے تحفظ اور اسے آئندہ نسلوں تک منتقل کرنے کا حسبِ استعداد اہتمام کریں گے۔۱۷

یہی وجہ ہے کہ فقہ کی باقاعدہ تشکیل وتدوین میں امام ابوحنیفہ کو اولیت حاصل ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے انہوں نے اپنے تلامذہ کی ایک مشاورتی جماعت بنائی جن کی اصابتِ رائے اور علم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پر آپ کو اعتماد تھا۔ اس مجلس تدوین فقہ میں طریق کار یہ تھا کہ امام ابوحنیفہؒ اپنے تلامذہ کے سامنے ایک مسئلہ رکھتے اور اس کے بارے میں ایک ایک شاگرد کی رائے لیتے جب وہ ایک رائے پر متفق ہو جاتے تو اسے قلم بند کر لیا جاتا۔ اگر کچھ شاگرد اختلافِ رائے کا اظہار کرتے تو اُسے بھی مدون کر لیا جاتا۔ ۱۸

گویا مذہب ابی حنیفہ آغاز سے ہی شورائیت کے اسلامی اصول کے مطابق مدون کیا گیا، بخلاف دوسرے مذاہب فقہ کے، کیونکہ دوسرے ائمہ مذاہب مثلاً امام مالک، مسائل واحکام املا کرادیتے تھے، بحث ومباحثہ اور مکالمہ ومناقشہ کا طریقہ اُن کے ہاں رائج نہ تھا۔ ۱۹

اس طرح امام ابوحنیفہؒ نے اجتماعی مشورے اور بحث ومکالمے کا طریقہ رائج کیا، محض ذاتی رائے کے طریقے میں انہیں قباحتیں نظر آئیں۔ ۲۰

امام ابوحنیفہ نے فقہ کو سب سے پہلے ابواب کی صورت میں مدون کیا، پھر ان کے بعد امام مالک نے یہ طریقہ اختیار کیا۔ ان سے قبل صحابہ کرام اور تابعین اپنے حافظہ پر اعتماد کرتے تھے۔ امام ابوحنیفہؒ نے جب علم کو منتشر ہوتے دیکھا تو آپ کو اس کے ضائع ہونے کا خوف ہوا لہٰذا آپ نے ابواب کی صورت میں اسے ترتیب دیا، آغاز کتاب الطہارت سے کیا پھر ''الصلوٰۃ'' پھر جملہ عبادات، پھر معاملات، جب کہ اختتام ''مواریث'' پر کیا کیونکہ انسانی زندگی کے اختتام پر ان کی ضرورت پڑتی ہے۔ ''کتاب الفرائض'' اور ''کتاب الشروط'' سب سے پہلے آپ نے وضع کیں۔ ۲۰ الف

امام ابوحنیفہؒ نے تدوین فقہ کے جس مبارک کام کا آغاز ۱۲۰ھ میں کیا تھا یہ سلسلہ ۱۵۰ھ میں ان کی وفات تک جاری رہا۔ ظاہر ہے اس دوران میں پوری اسلامی سلطنت کے مختلف گوشوں سے اصحابِ شوق، تعلیم فقہ کے حصول کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے ہوں گے۔ جو اپنے حالات کے مطابق حصولِ علم کے بعد اپنے علاقوں میں جا بسے ہوں گے، لیکن ان سینکڑوں تلامذہ میں کچھ ایسے بھی تھے جو آپ کی وفات تک آپ کے حلقۂ درس میں رہے۔ ان میں سے کچھ خاص تلامذہ ایسے تھے جو دیگر علوم وفنون میں مہارت حاصل کرنے کے بعد آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے یہ مجلس فقہ ایسے ہی اہل علم وفضل تلامذہ پر مشتمل تھی۔ ۲۱

مناقب وتراجم کی کتب میں ان کی پہچان ''لزمۃ''، ''صحبہ'' اور ''لازمہ'' کے کلمات سے کرائی گئی ہے، تاہم ان کی تعداد تدوین فقہ کے ان تیس برسوں میں گھٹتی بڑھتی رہی۔ یہی وجہ ہے کہ ارکانِ مجلس کی تعداد کے بارے میں امام ابوحنیفہ کے سوانح نگاروں کے اقوال میں اختلاف نظر آتا ہے۔ ۲۲

شبلی نعمانی نے ابوالمحاسن شافعی کے حوالے سے لکھا ہے کہ انہوں نے نوسو اٹھارہ (۹۱۸) شخصوں (تلامذہ) کے نام بقید نام ونسب لکھے ہیں۔ ۲۳

امام سیف الائمہ سائلی کے ایک بیان کے مطابق ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے امام ابوحنیفہؒ کے تلامذہ کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تعداد ایک ہزار بتائی ہے۔۲۴

امام ابوزہرہ لکھتے ہیں:

"لقد کان لأبی حنیفة تلامیذ کثیرون،منهم من کان یرحل الیه ویستمع أمداً ثم یعود الیٰ بلده بعدأن یأخذ طریقته ومنهاجه ومنهم من لازمة"۲۵

امام ابوحنیفہؒ کے بہت شاگرد تھے ان میں سے کچھ وہ تھے جو آپ کے پاس آ کر کچھ عرصہ گزارتے، آپ کا طریقہ ومنہاج سیکھتے اور اپنے انے شہر کی طرف عازمِ سفر ہوتے اور ان میں سے کچھ نے آپ کی مستقل صحبت اختیار کر لی تھی۔

ان بحثوں میں تقریباً پانچ لاکھ فیصلے ہوئے جن میں پیش آمدہ صورتوں کے علاوہ امکانی صورتیں بھی مدنظر تھیں، جسے فقہ تقدیری سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس طرح مسائل کی بہت سی انواع سے متعلق فیصلے مرتب ہو گئے۔۲۶

اس میں شک نہیں کہ تاریخ اسلام میں امام ابوحنیفہؒ ہی وہ اولین شخصیت ہیں جنہوں نے احکامِ شریعت کو مستنبط کرنے کے بعد انہیں باب وار مدون کیا لیکن ہماری نظر میں اس سے بڑھ کر اُن کا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے تلامذہ کی ایسی پرشکوہ جماعت تیار کی جس نے ان کے بعد تدوین فقہ کے کام کو مزید وسعت دی اور اس میں نکھار پیدا کیا ان کے یہ ارکان مختلف علوم وفنون کے امام بنے جن سے امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبل اور امام بخاری کے مشہور استاد علی بن المدینی ایسی جلیل القدر ہستیوں نے حدیث وفقہ کا اکتساب کیا۔۲۷

مذہب حنفی کی تدوین وترویج میں اُن کے تلامذہ کا کردار

امام ابوحنیفہؒ نے چند مختصر رسائل (مثلاً الفقه الاکبر، العالم والمتعلم، الرد علی القدریة)، جو علم کلام یا مواعظ پر مشتمل ہیں، کے علاوہ کوئی کتاب تصنیف نہ فرمائی۔۲۸

آپ کے اقوال آپ کے تلامذہ (مثلاً امام ابویوسف وامام محمدؒ) کے ذریعے ہم تک پہنچے اور یہی وہ شخصیات ہیں جنہوں نے مذہب حنفی کی تدوین واشاعت میں بھرپور کردار ادا کیا۔ یہ حضرات محض مقلد نہ تھے بلکہ درجہ اجتہاد پر متمکن تھے۔ امام ابوحنیفہؒ کی زندگی میں بعض مسائل میں ان سے اختلاف بھی کرتے اور وہ آرا آج بھی محفوظ ہیں لیکن ان کی اور امام ابوحنیفہؒ کی آرا مو سس مذہب حنفی کے نام کے حوالے سے مذہب حنفی کی طرف منسوب ہیں۔۲۹

آپ کے چند مشہور تلامذہ کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

۱۔ ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم الکوفی (۱۱۳ھ-۱۸۲ھ)

آپ جوان ہوتے ہی روایت حدیث میں مشغول ہو گئے، ہشام بن عروہ، ابو اسحاق

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الشیبانی، عطاء بن سائب اور اُن کے طبقہ کے افراد سے احادیث روایت کیں۔ پھر شروع میں ابن ابی لیلیٰ سے علم فقہ حاصل کیا لیکن کچھ عرصہ بعد امام ابوحنیفہؒ کے حلقۂ درس سے وابستہ ہو گئے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے اور اُن کے اکابر تلامذہ میں شمار ہوئے خود امام ابو یوسف کہتے ہیں:

''صحبت أباحنیفة سبع عشرة سنة لاأفارقه فی فطرو لا أضحیٰ إلّامن مرض،،۳۰؎

(میں سترہ سال امام ابوحنیفہ کی صحبت میں رہا اور سوائے بیماری کے کسی موقع پر اُن سے جدا نہ ہوا)

امام ابو یوسف ہی نے سب سے پہلے مذہب حنفی پر کتب تصنیف کیں، مسائل املا کروائے اور فقہ حنفی کو زمین کے مختلف گوشوں تک پھیلا دیا۔

کثیر محدثین نے آپ کی تعریف کی ہے (حالانکہ وہ بہت کم کسی اہل رائے کے بارے میں تعریفی کلمات کہتے ہیں)۔ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں:

''لیس فی أصحاب أکثر حدیثاً و لا أثبت من أبی یوسف''۳۱؎

(امام ابو یوسف سے بڑھ کر احادیث کو جاننے والا اور ان سے زیادہ ثقہ راوی کوئی نہیں)

یحییٰ بن معین آپ کو''صاحب حدیث'' اور''صاحب سنۃ'' کے القاب سے ملقب کرتے ہیں۔۳۲؎

امام ابو یوسف، امام احمد بن حنبل کے اولین شیخ ہیں۔۳۳؎

آپ کے ممتاز تلامذہ میں امام محمد بن حسن شیبانی، یحییٰ بن معین، علی بن مسلم طوسی اور حسن بن شبیب شامل ہیں نیز آپ تاریخ اسلام کے پہلے قاضی القضاۃ تھے۔ یہ لقب آپ سے پہلے اسلام میں متعارف نہ تھا۔۳۴؎

امام ابوزہرہؒ کے مطابق انہوں نے یحییٰ بن خالد کی فرمائش پر چالیس گراں قدر کتب تصنیف کیں، جب کہ ہارون الرشید کے خط کے جواب میں انہوں نے مشہور زمانہ کتاب''کتاب الخراج'' تصنیف کی۔۳۵؎

امام ابو یوسف نے اپنی وقیع کتب اور عدالتی فرائض کی انجام دہی کے دوران مختلف پیش آمدہ مسائل میں اپنے اجتہادات کے ذریعہ فقہ حنفی کو حیاتِ جاوداں عطا کی نیز انہوں نے مجتہد مطلق کے درجہ پر ہوتے ہوئے بھی اپنے استاد امام ابوحنیفہ کی طرف نسبت ہی کو اپنے لیے اعزاز سمجھا۔

۲- امام محمد بن حسن شیبانی (۱۳۲ھ-۱۸۹ھ)

مذہب حنفی کی تدوین میں زیادہ حصہ امام محمد بن حسن شیبانی کا ہے، امام ابوحنیفہ کی وفات کے وقت ان کی عمر اٹھارہ برس تھی اس لیے آپ کو امام صاحب سے اکتسابِ فیض کا کم موقع ملا انہوں نے تکمیلِ فقہ امام ابو یوسف (جو اُن کے معمر رفیق مجلس تھے) سے کی۔۳۶؎

امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسف سے اکتسابِ فیض کرنے کے بعد انہیں امام مالک بن انس سے حدیث و فقہ پڑھنے کا موقع ملا، وہ تین سال اُن کی خدمت میں رہے امام مالک سے ان کی''مؤطا'' نہ صرف پڑھی بلکہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسے مدون بھی کیا اوران کا تیار کردہ نسخہ''موطا'' کا ''اصح النسخ'' شمار ہوتا ہے۔۳۷ انہوں نے امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف سے براہ راست فقہ حنفی روایت کیا اور اس روایت میں اہل مدینہ اور اہل کوفہ کے درمیان توافق پیدا کیا۔ امام ابو یوسف کی کتب کے برعکس امام محمد کی کتب ہم تک صحیح وسالم حالت میں پہنچی ہیں جن کی طرف علمائے احناف نے بھرپور توجہ کی ان کی شروحات تحریر کیں، ان پر تعلیقات چڑھائیں اور انہیں مختصر کیا۔ یہ کتب ''عمدۃ المذہب الحنفی'' اور ''مرجع فقہا'' قرار پائیں۔ بلحاظ روایت ان کی دو قسمیں ہیں۔

(ا) وہ کتب، جنہیں امام محمد سے ثقہ روایوں نے نقل کیا انہیں ''کتب ظاہر الروایۃ'' یا ''مسائل الاصول'' کہا جاتا ہے، یہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱- المبسوط، ۲- الزیادات، ۳- الجامع الکبیر، ۴- الجامع الصغیر، ۵- السیر الکبیر، ۶- السیر الصغیر۔۳۸ علامہ ابن عابدین شامی نے ردّالمختار میں کتب ظاہر الروایۃ کو یوں نظم کیا ہے:

وکتب ظاہر الروایۃ أتتْ ستاً لکلٍّ ثابتٍ عنھم حَوَتْ

صنّفھا محمّد الشیبانی حرر فیھا المذھب النّعمانی

الجامع الصغیر و الکبیر والسِّیَرُ الکبیر و الصّغیر

ثُمّ الزّیادات مع المبسوطِ تواترتْ بالسّند المضبوط ۳۹

۷- کتاب الآثار، ''کتاب الآثار'' کو بھی مذکورہ کتب میں شامل کیا جاتا ہے اس میں احادیث اور فتاوی صحابہ جمع کردیے گئے ہیں جنہیں احناف بطور دلیل استعمال کرتے ہیں۔۴۰ ۸- کتاب الرد علی اہل المدینۃ، یہ کتاب بھی ثقاہت میں مذکورہ کتب کے ہم پلہ ہے اسے امام شافعیؒ نے اپنی کتاب ''الام'' میں نقل کیا ہے۔

دوسری قسم میں وہ کتب شامل ہیں جو درجہ ثقاہت، شہرت اور قبول عام میں پہلی قسم کی کتب کے برابر نہیں۔ انہیں ''کتب النوادر''، ''مسائل النوادر'' یا ''کتب غیر ظاہر الروایۃ'' کہا جاتا ہے۔ یہ کتب مندرجہ ذیل ہیں:

۱- الکیسانیات، ۲- الھارویات، ۳- الجرجانیات، ۴- الرقیات اور ۵- زیادۃ الزادیات۔۴۱، امام ابن عابدین شامی نے ان کا بصورتِ نظم یوں تعارف کرایا ہے۔ کذالہ مسائل النوادر باسناد دھا فی الکتب غیر ظاہر وبعدھا مسائل النوازل۔۴۲

۳- امام زفر بن ہذیل بن قیس الکوفی (۱۱۰ھ-۱۵۷ھ)

شروع میں آپ اہل حدیث کے طبقہ سے وابستہ ہوئے۔۴۲ الف بعد میں امام ابوحنیفہؒ کے حلقۂ درس میں آگئے، امام ابوحنیفہؒ استخراج احکام کے دوران آپ کی آرا کو بڑی اہمیت دیتے۔ ایک موقع پر آپ نے ان کے بارے میں فرمایا ''ھو أقیس أصحابی''۔۴۳ (وہ میرے اصحاب میں قیاس میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سب سے زیادہ ماہر ہیں) آپ مجتہدِ مطلق کے درجہ پر تھے۔۴۴؎ اصحاب ابی حنیفہ میں امام ابو یوسف کو ''أتبعهم للحديث'' (تلامذہ امام میں سب سے زیادہ حدیث کی پیروی کرنے والے) امام محمد کو ''اکثرهم تفريعاً'' (تلامذہ امام میں سب سے زیادہ تفریع مسائل کرنے والے) اور امام زفر کو ''أقيسهم'' (تلامذہ امام میں سب سے زیادہ قیاس کے ماہر) کہا جاتا تھا۔آپ تلامذۂ امام میں سب سے پہلے فوت ہوئے۔۴۵؎

امام ابو حنیفہؒ کے مزید چند مشہور تلامذہ (جو مجلس فقہ کے رکن تھے) کے اسما مندرجہ ذیل ہیں۔

۱- حسن بن زیاد لؤلؤی (م ۲۰۴ھ)۔۴۶؎
۲- عافیہ بن یزید الکوفی (م ۱۰۸ھ) ۴۷؎
۳- وکیع بن الجراح (۱۲۹ھ-۱۹۹ھ) ۴۸؎
۴- یحییٰ بن سعید القطان (۱۲۰ھ-۱۹۸ھ) ۴۹؎
۵- عبداللہ بن مبارک (۱۱۸ھ-۱۸۱ھ) ۵۰؎
۶- عبدالرزاق بن الہمام (۱۲۶ھ-۲۱۱ھ) ۵۱؎
۷- مسعر بن کدام (م ۱۵۵ھ) ۵۲؎
۸- فضیل بن عیاض بن مسعود التمیمی (م ۱۸۷ھ) ۵۳؎
۹- بشر بن غیاث المریسی (م ۲۲۸ھ) ۵۴؎
۱۰- فضل بن موسیٰ (۱۱۵ھ-۱۹۱ھ) ۵۵؎

۲-مذہب مالکی

سرزمینِ حجاز نزولِ وحی کا مقام اور اہل سنت کا گہوارہ تھی، وہاں ایک خاص نوعیت کے مدرسہ کی بنیاد پڑی جو مدرسۂ حجاز یا مدرسۂ اہل مدینہ کے نام سے معروف ہوا۔ اس کی بنیاد حضرت عمر بن الخطاب، آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن عباس اور اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانہ میں رکھی گئی تھی۔ پھر ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد مندرجہ ذیل فقہا ان کے جانشین ہوئے:

سعید بن مسیّب، عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، ابوبکر بن عبدالرحمٰن، سلیمان بن یسار، خارجہ بن زید اور عبیداللہ بن عبداللہ بن عبداللہ رحمہم اللہ اجمعین

اس طبقہ کے بعد دارالہجرۃ مدینہ منورہ اہل حدیث کی مرکزی درسگاہ بن گیا۔۵۶؎ اور ۹۳ھ میں امام مالک بن انس اصبحی عربی (۷۱۲/۹۵ھ) مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔۵۷؎ آپ نے فقہ و سنت کا علم کثیر مشائخ سے حاصل کیا چند مشہور اساتذہ کے اسما مندرجہ ذیل ہیں:

۱- عبدالرحمٰن بن ہرمز: آپ نے ایک طویل مدت تک ان کی صحبت اختیار کی اور استفادہ کیا۔
۲- نافع مولیٰ بن عمر: ان سے آپ نے علم حدیث حاصل کیا۔
۳- محمد بن مسلم شہاب الزہری: ان سے آپ نے حدیث اور ''فقہ الاثر'' کا علم حاصل کیا۔
۴- یحییٰ بن سعید: ان سے آپ نے ''فقہ الرائی'' اور ''علم الروایۃ'' حاصل کیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۵- ربیعہ بن عبدالرحمٰن: ان سے آپ نے ''فقہ الرائی'' کے سلسلہ میں استفادہ کیا۔ ربیعہ بن عبدالرحمٰن، ''ربیعہ الرائی'' کے نام سے معروف ہوئے۔ آپ ان اساتذہ میں سے ابن شہاب زہری اور ربیعہ بن عبدالرحمٰن المعروف ''بربیعۃ الرائی'' سے زیادہ متاثر ہوئے۔ ۵۸ جب آپ کی تحصیل علم مکمل ہوئی اور ''فقه المدینة'' کو مکمل طور پر حاصل کرلیا اور آپ کے مشائخ نے حدیث وفقہ کے معاملہ میں آپ کی ثقاہت اور اصابت رائے کی گواہی دی تو روایت وفتویٰ کا آغاز کیا۔ آپ فرماتے ہیں:

''ما جلست حتی شهد لی سبعون شیخا من أهل العلم أنی موضع لذلک'' ۵۹

میں ستر مشائخ اہلِ علم کی گواہی کے بعد کہ میں افتا و روایت کا اہل ہوں۔ (افتا و روایت کیلئے بیٹھا)

امام ابو حنیفہؒ سے آپ کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا:

''ما رایت اعلم بسنة رسول الله ﷺ منه،، ۶۰

(میں نے امام مالکؒ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کو جاننے والا نہیں دیکھا)

امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

(i) ''واذکر العماء فمالک النجم الثاقب،، ۶۱

(جب علماء کا ذکر ہو تو امام مالک (ان میں) درخشاں ستارہ ہیں)

(ii) ''مالک حجة الله تعالی علی خلقه بعد التابعین،، ۶۲ (تابعین کے بعد امام مالک ''حجۃ اللہ علی الخلق،، ہیں)

(iii) ''مالک استاذی وعنه اخذت العلم وهو الحجة بینی وبین الله تعالی وما احد امن علی من مالک اذا ذکر الحدیث فمالک النجم،، ۶۳

(امام مالک میرے استاد ہیں۔ انہی سے میں نے علم حاصل کیا، وہ میرے اور اللہ تعالی کے درمیان حجت ہیں۔ امام مالک سے بڑھ کر میرا کوئی محسن نہیں ہے۔ جب حدیث کا بیان ہو تو امام مالک (علم حدیث) ایک درخشاں ستارہ ہیں)

(iv) ''مالک امیر المؤمنین في الحدیث،،

(امام مالک امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں)

عبدالملک المیمونی الرقی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبلؒ کو کئی مرتبہ فرماتے ہوئے سنا:

''کان مالک اثبت الناس فی الحدیث ولاتبال ولاتسال عن رجل روی عنه،، ۶۴

(امام مالک حدیث کے روایت کرنے میں سب سے زیادہ مضبوط تھے۔ جب کوئی شخص امام مالک سے روایت کرے تو اس کی روایت حدیث کے بارے میں فکر مند نہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہو اور نہ اس سے سوال کر (کیونکہ امام مالک کا نام ہی روایت حدیث کیلئے کافی ہے)

امام مالکؒ کے تلامذہ

امام مالکؒ نے ساری زندگی مدینہ طیبہ میں گزار دی اور ایک مرتبہ ادائیگی حج کے علاوہ کہیں نہ گئے۔ خلیفۂ وقت، ہارون الرشید نے آپ کو بغداد آنے کا کہا تو آپ نے جوارِ رسول ﷺ میں ایامِ زیست گزارنے کو ترجیح دی اور بغداد جانے سے انکار کر دیا۔۶۵ کیونکہ آپ نے ساری زندگی مدینہ طیبہ میں بسر کی اور حدیث وفقہ میں اسلاف کے بعد اپنے دور میں طریقہ حجازیہ کی سند۔۶۶ بھیتھے اس لیے مختلف ممالک اسلامیہ مثلاً مصر، شام، عراق، شمالی افریقہ اور اندلس وغیرہ سے تشنگانِ علم کھنچے چلے آئے جہاں وہ حدیث وفقہ کے چشمۂ صافی سے سیراب ہوتے وہاں انہیں رسول اللہ ﷺ کے جوار میں رہنے کی سعادت بھی حاصل ہوتی اس طرح امام مالک کے تلامذہ کثیر ہو گئے اور انہوں نے واپس جا کر اپنے اپنے علاقوں میں فقہ مالکی کی ترویج واشاعت میں بھرپور کردار ادا کیا۔

آپ کے مصر کے مشہور تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱- ابوعبداللہ، عبدالرحمٰن بن القاسم (م ۱۹۱ھ)

آپ بیس سال تک امام مالک سے اخذ واستفادہ کرتے رہے، آپ مجتہد مطلق تھے، یحیٰ بن یحیٰ کے بقول امام مالک کے علم کو سب سے زیادہ جاننے والے اور اس کے سب سے زیادہ امین تھے۔ انہوں نے ہی ''مدونہ'' پر نظر ثانی اور اس کی تصحیح کی اور سحنون مغربی، جس نے ''مدونہ'' کو فقہی ابواب کے مطابق ترتیب دیا، نے بھی آپ سے علم حاصل کیا۔۶۷

آپ بھی بیس سال تک امام مالک کی صحبت میں رہے، فقہ مالکی کو مصر میں آپ نے متعارف کرایا، فقہ مالکی کی تدوین میں آپ کا اہم کردار ہے، انہیں ''دیوان العلم'' کہا جاتا تھا امام مالک جب ان کی طرف خط لکھتے تو انہیں ''فقیہ مصر'' اور ''ابومحمد المفتی'' کے القابات سے خطاب کرتے۔۶۸

۲- اشہب بن عبدالعزیز القیسی: (۱۴۰ھ-۲۰۴ھ)

آپ نے بھی ایک ''مدونہ'' ترتیب دی جو مدونہ اشہب کے نام سے موسوم ہے اور یہ ''مدونہ سحنون'' کے علاوہ ہے۔۶۹

۴- ابومحمد، عبداللہ بن الحکم (م ۲۱۴ھ)۷۰

۵- اصبغ بن الفرج الاموی (م ۲۲۵ھ)۷۱

۶- محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم (م ۲۶۸ھ)۷۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۷- محمد بن ابراہیم الاسکندری بن زیاد المعروف بابن المواز (م ۲۶۹ھ) ۷۳ے

مغرب سے تعلق رکھنے والے امام مالک کے مشہور تلامذہ کے اسما مندرجہ ذیل ہیں:

۱- ابوالحسن علی بن زیاد التونسی (م ۱۸۳ھ) ۷۴ے

۲- ابوعبداللہ، زیاد بن عبدالرحمٰن القرطبی (م ۱۹۳ھ)

آپ نے سب سے پہلے ''موطا'' امام مالک کو اندلس میں متعارف کرایا۔ ۷۵ے

۳- عیسیٰ بن دینار القرطبی الاندلسی (م ۲۱۲ھ) ۷۶ے

۴- اسد بن الفرات بن سنان التونسی (۱۴۵ھ-۲۱۳ھ) آپ نے ''موطا'' امام مالک سے سنی، امام ابو یوسف اور امام محمد بن حسن الشیبانی سے بھی اخذ و استفادہ کیا اور ''فقہ المدینۃ'' اور ''فقہ العراق'' کو جمع کر دیا آپ نے ''اسدیۃ'' کے نام سے ایک کتاب مرتب کی۔ (جو ''مدونہ سحنون'' کی بنیاد ہے)۔ ۷۷ے

۵- یحییٰ بن یحییٰ بن کثیر اللیثی (م ۲۳۴ھ)

مذہب مالکی کو اندلس میں پھیلانے کا سہرا آپ کے سر ہے۔ ۷۸ے

۶- عبدالملک بن حبیب بن سلیمان السلمی (م ۲۳۸ھ) ۷۹ے

۷- سحنون، عبدالسلام بن سعید التنوخی (م ۲۴۰ھ)

آپ نے ہی وہ ''مدونہ'' ترتیب دی جس پر مالکیہ اعتماد کرتے ہیں۔ ۸۰ے

حجاز اور عراق میں فقہ مالکی کو پھیلانے والے مشہور تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱- ابومروان، عبدالملک بن ابی سلمۃ الماجشون (م ۲۱۲ھ)

۲- احمد بن المعدل بن غیلان العبدی۔

۳- ابواسحاق، اسماعیل بن اسحاق، القاضی (م ۲۸۲ھ) ۸۱ے

امام محمد بن حسن الشیبانی اور امام شافعیؒ بھی آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ ۸۲ے

فقہ مالکی کی تدوین

اسلام کے ابتدائی دور میں صرف قرآن کریم کی کتابت کے علاوہ کسی چیز کو نہ لکھا جاتا تھا۔ بعد میں رسول اللہ ﷺ نے کتابتِ حدیث کی اجازت دے دی۔ چنانچہ چند غیر مرتب مجموعہ ہائے حدیث و فتاویٰ لکھ لیے گئے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ علما و فقہا کو تدوین سنت اور تدوین فقہ و فتاویٰ کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ فقہائے حجاز حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور بعد میں آنے والے تابعین کے فتاویٰ اور فقہائے عراق حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت علی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

المرتضیٰؓ، قاضی شریح و دیگر تابعین کے فتاویٰ اور فیصلوں کو جمع کرنے اور انہیں اپنا مبنی قرار دینے لگے لیکن یہ مجموعے بھی منظم و مرتب کتابی صورت میں نہ تھے۔ یہ صرف بوقتِ ضرورت بطورِ ماٰخذ پیشِ نظر رکھے جاتے تھے۔ سب سے پہلے باقاعدہ ابواب کی صورت میں تدوین و تالیف کی سعادت امام مالک کو نصیب ہوئی۔۸۳ مذہب مالکی کی تدوین کے ضمن میں تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

۱- وہ کتب جنہیں امام مالک نے خود تصنیف کیا۔ ان میں دیگر کتب کے علاوہ سب سے اہم فقہ و حدیث کی جامع کتاب ''مؤطا'' ہے۔ یہی وہ تالیف ہے جو تاریخ اسلام میں سب سے پہلے ابواب کی صورت میں مدون کی گئی۔۸۴

۲- آپ کے وہ تلامذہ، جنہوں نے نہ صرف مذہب مالکی کی ترویج میں اہم کردار ادا کیا بلکہ ان میں سے کچھ تلامذہ نے آپ کی آراء و اقوال کو ''مدونہ'' میں جمع کیا۔ تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

۱- مؤطا امام مالک

''مؤطا'' فقہ و حدیث کی جامع، امام مالک کی عظیم تالیف ہے، جس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی احادیثِ متصلہ و مرسلہ، صحابہ کرامؓ کے فتاویٰ اور فیصلے اور تابعین عظام کے اقوال کو اکٹھا کر دیا اور بعض مسائل میں ان آثار و احادیث کو بنیاد بناتے ہوئے اپنی وہ آرا بھی تحریر کر دیں جو قیاس، توجیہہ، تفسیر یا ترجیح کے ضمن میں آئیں۔ آپ اس کی چالیس سال تک فقہی ابواب کی ترتیب پر تالیف، تہذیب اور تنقیح فرماتے رہے جسے امت نے آپ کے زمانہ اور مابعد ادوار میں قبول کیا۔ کئی محدثین نے اسے روایت کیا اور کئی علما نے اس کی شروح تحریر کیں۔ ابو جعفر منصور اور ہارون الرشید نے اپنے اپنے دورِ حکومت میں اسے سرکاری قانون کا درجہ دینے کی خواہش کا اظہار کیا لیکن امام مالکؒ نے انکار کر دیا۔۸۵

۲- المدونہ

ابن خلدون مذہب مالکی کی کتب کے متعلق رقمطراز ہیں:

اندلس سے عبدالملک بن حبیب مصر آئے اور ابن قاسم اور ان کے ہم طبقہ علما سے فقہ مالکی پڑھا اور اندلس میں امام مالک کا مذہب پھیلایا اور مذہب مالکی پر ''کتاب الواضحہ'' تصنیف کی پھر انہیں کے ایک شاگرد عتبی نے ''کتاب العتبیہ'' تحریر کی۔ افریقہ سے اسد بن فرات مصر آئے شروع میں امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں سے فقہ اخذ کیا لیکن بعد میں امام مالک کے مذہب کو اپنا لیا اور ابن قاسم سے فقہ کے تمام ابواب لکھ لیے اور اپنی کتاب اپنے ہمراہ قیروان لے آئے جسے مصنف کی نسبت سے ''اسدیہ'' کہا گیا۔ سحنون نے ''اسدیہ'' مصنف کے سامنے پڑھی پھر وہ مشرق چلے گئے اور ابن قاسم سے ملے ان سے اخذ و استفادہ کیا اور اسدیہ کے کچھ مسائل میں اختلاف بھی کیا۔ ابن قاسم نے ''اسدیہ'' کے کافی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سارے مسائل سے رجوع کرلیا۔ سحنون نے وہ سارے مسائل لکھ لیے اور اسد بن فرات کو لکھ بھیجا کہ وہ سحنون کی کتاب پر عمل کرے۔ اسد نے انکار کردیا۔ لوگ ''اسدیہ'' کو چھوڑ کر ''مدونہ سحنون'' پر عمل کرنے لگے حالانکہ ''مدونہ سحنون'' میں اختلاط مسائل کی بھرمار تھی اسی لیے اسے ''المدونہ والمختلطۃ'' کہا گیا۔ چنانچہ اہل قیروان نے ''مدونہ'' کو اپنا لیا جب کہ اہل اندلس نے ''الواضحۃ'' اور ''العتبیۃ'' کو۔ ابن ابی زید نے ''المدونہ'' کو مختصر کیا اور اس کا نام ''المختصر'' رکھا ابو سعید البرادی نے، جو فقہا قیروان سے تھے، ''المدونہ'' کی تلخیص کی اور اس کا نام ''تہذیب'' رکھا۔ افریقہ کے مشائخ نے باقی سب کتب کو چھوڑ کر ''تہذیب'' کو اپنا لیا۔ اسی طرح اہل اندلس کے نزدیک ''کتاب العتبیۃ'' معیاری تھی جسے انہوں نے لازم پکڑا ہوا تھا ''کتاب الواضحۃ'' اور دیگر کتب کو چھوڑ دیا تھا پھر اس مذہب کے علما انہیں معیاری کتب کی تشریح و توضیح میں مصروف رہے چنانچہ اہل افریقہ نے ''المدونہ'' پر بہت کچھ لکھا جن میں ابن یوسف اللخمی، ابن محرز التونسی اور ابن بشیر وغیرہ شامل ہیں۔ اسی طرح اہل اندلس نے ''العتبیۃ'' پر بہت کچھ لکھا جن میں ابن رشد وغیرہ بھی شامل ہیں۔ ابن زید نے ان معیاری کتب کے جملہ مسائل، اختلافات و اقوال کے ساتھ، اپنی کتاب ''کتاب النوادر'' میں جمع کردیے۔ ''کتاب النوادر'' مذہب مالکی کے علما کے جملہ اقوال کی جامع ہے۔ ابن یونس نے جب ''المدونہ'' پر نوٹس لکھے تو اسی کتاب کے بیشتر مسائل نقل کیے۔ الغرض مذہب مالکی کے دریا قرطبہ و قیروان میں موجزن رہے جب تک ان دونوں کی حکومت قائم رہی۔ ان کے بعد ان دونوں کو اہل مغرب نے تھام لیا تاوقتیکہ عمرو بن حاجب کی کتاب نہ آ گئی۔ ابن عمرو نے اس کتاب کے ہر باب میں اس مذہب کے علما کے تمام طرق اختصاراً بیان کیے ہیں اور ہر مسئلہ میں ان کے تمام اقوال لائے ہیں اب یہ کتاب مذہب مالکی کی ایک فہرست کی مثل ہے۔ ۸۶

(۳) مذہب شافعی

اس کے بانی امام محمد بن ادریس (۱۵۰ھ.....۲۰۴ھ) ۸۷ شافعی ہیں۔ آپ غزہ (فلسطین) میں اس سال ۸۸ یا اس دن ۸۹ متولد ہوئے جس سال یا جس دن امام اعظم محمد ابوحنیفہؒ کا وصال ہوا۔ امام شافعیؒ کے والد فقر و سکنت کے ہاتھوں مجبور ہو کر گھر والوں کے ساتھ حصول رزق کیلئے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ پھر غزہ (فلسطین) پہنچے، لیکن اپنے بیٹے، امام شافعیؒ کی ولادت کے دو سال بعد وصال کر گئے۔ امام شافعیؒ کی والدہ اپنے بیٹے کے ہمراہ پرسکون زندگی کی خواہش لیے عسقلان (جسے اس وقت عروس الشام کہا جاتا تھا) پہنچیں لیکن وہاں کے حالات کا جائزہ لینے کے بعد اپنے بیٹے کو لے کر اپنے آبائی وطن مکہ مکرمہ واپس آ گئیں۔ گویا امام شافعیؒ کی زندگی کے ابتدائی سال محرومی اور کسمپرسی میں گزرے۔

فیاض ازل نے امام شافعیؒ کو ذہانت و متانت اور اخلاق و کردار کی پاکیزگی جیسی اعلیٰ صفات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے خوب نوازا تھا، مکہ مکرمہ میں رہ کر آپ نے محسوس کیا کہ لغت قریش، موالی اور اہل عجم کے میل جول کے سبب قدرے تغیر کا شکار ہوگئی ہے۔ اس لئے آپ نے طے کیا کہ زبان کو اس کے اصل منابع سے حاصل کرنا چاہیے، اس مقصد کے حصول کیلئے بنو ہذیل جو اس وقت افصح العرب تھے، کے پاس دس سال گزارے جہاں انہوں نے زبان و بیان کے اسرار و رموز حاصل کیے۔ وہاں انہوں نے شہسواری اور تیز اندازی بھی سیکھی، عمرو بن سعد کہتے ہیں کہ مجھے امام شافعیؒ نے بتایا کہ میں دو چیزوں میں ماہر تھا۔

۱۔ تیر اندازی ۲۔ طلب علم

تیز اندازی کے معاملہ میں دس نشانوں میں ایک نشانہ خطا نہ ہوتا تھا۔ ۹۰

زبان وادب کی مہارت کے بعد آپ مکہ لوٹ آئے یہاں تک کہ زبان وادب کے امام اصمعی کو کہنا پڑا:

"صححت اشعار الهذليين على فتى من قريش يقال له محمدبن ادريس"، ۹۱

(بنو ہذیل کے اشعار کی تصحیح میں نے محمد بن ادریس نامی قریشی جوان سے کی)

مکہ مکرمہ میں سے کسی نے آپ کی توجہ فقہ کی طرف مبذول کرائی ۹۲ اس وقت آپ کی عمر چودہ سال تھی لیکن سوال یہ ہے کہ کیا امام شافعیؒ چودہ سال کی عمر تک صرف زبان وادب سے وابستہ رہے؟ شواہد اس کے خلاف ہیں۔

امام شافعیؒ خود فرماتے ہیں:

"حفظت القرآن وانا ابن سبع سنين وحفظت المؤطا وانا ابن عشر سنين"، ۹۳

میں نے سات سال کی عمر میں قرآن کریم کو اور دس سال کی عمر میں موطا کو حفظ کر لیا تھا)

جبکہ تیرہ سال کی عمر کو پہنچنے سے پہلے حسن صوت اور فصاحت نطق کے علاوہ حفظ، تلاوت اور تفسیر میں ماہر ہو چکے تھے ۹۴ پندرہ سال کی عمر میں انہیں فتویٰ دینے کی اجازت مل گئی تھی ۹۵

ہمارے خیال میں امام شافعیؒ نے لغت وادب کے ساتھ دوسرے علوم وفنون کی تحصیل کا سلسلہ جاری رکھا ہوگا وہ کبھی بنو ہذیل کے پاس چلے جاتے ہوں گے اور کبھی مکہ مکرمہ واپس آ جاتے ہوں گے۔ ۹۶

یہی وجہ ہے کہ آپ کی شخصیت مجمع علوم وفنون بن گئی۔ امام شافعیؒ کی شخصیت کی تشکیل میں ان کی ذاتی استعداد، اساتذہ ومشائخ کی خصوصی توجہ اور زندگی میں پیش آنے والے امتحانات وتجربات نے بھرپور کردار ادا کیا۔ ۹۷

مکہ مکرمہ میں مفتی مکہ مسلم بن خالد الزنجی سے شرف تلمذ حاصل کیا، اور انہوں نے ہی آپ کی علمی متانت وصلاحیت کے پیش نظر امام شافعیؒ کو پندرہ سال کی عمر میں افتاء کی اجازت دے دی تھی۔

بعد ازاں آپ مدینہ طیبہ پہنچے اور وہاں امام دار الہجرت، امام مالک کی خدمت میں رہ کر ان سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مؤطا کا سماع کیا-اس کی روایت کی اور ان کی وفات ۱۷۹ھ تک ان کے ساتھ رہ کر علم فقہ میں اکتساب کرتے رہے- پھر آپ یمن چلے گئے، وہاں انہوں نے امام اوزاعی کے ہم نشین عمر بن ابی سلمہ سے ان کی فقہ حاصل کی- اس طرح یحی بن حسان سے مل کر فقیہ مصر، لیث بن سعد کی فقہ کی تحصیل کی- ۱۸۴ھ میں امام شافعیؒ کو سلطنت عباسیہ کی مخالفت کے الزام میں بغداد میں لایا گیا، لیکن بعد میں ان کی برات ثابت ہوگئی، بغداد میں آنا تلمیذ امام اعظم فقیہ عراق، محمد بن حسن شیبانی سے ملاقات کا سبب بن گیا، امام شافعیؒ نے موقع غنیمت جانتے ہوئے محمد بن حسن شیبانی کی مصاحبت کرلی، ان کی کتب کا مطالعہ کیا، ان سے مسائل فقہ میں استفادہ کیا ان سے مناظرے بھی کیے، یہاں سے امام شافعیؒ مکہ مکرمہ چلے گئے جہاں وہ نو سال تک تدریس وافتاء کے ساتھ ایام حج میں آنے والے علماء سے ملاقات بھی کرتے ہے- امام شافعیؒ دوسری مرتبہ ۱۹۵ھ میں بغداد چلے گئے جہاں وہ دو سال رہے بعد ازاں مکہ لوٹ آئے اور پھر تیسری مرتبہ ۱۹۸ھ میں بغداد گئے اور وہاں چند ماہ گزار کر ۱۹۹ھ میں مصر کیلئے رخت سفر باندھا جہاں زندگی کے آخری لمحات (۲۰۴ھ) تک تدریس وافتاء اور تصنیف واملا کا سلسلہ جاری رہا- ۹۸

فقہ شافعی کی تشکیل وتدوین:

ہم دیکھتے ہیں کہ آغاز میں امام شافعیؒ کی توجہ ایک مستقل مذہب کی تشکیل کی طرف نہ تھی نہ ہی امام مالک سے الگ ان کی فقہی آراء تھیں بلکہ وہ اصحاب مالک میں شمار ہوتے تھے- مزید براں وہ امام مالک کی آراء کا نہ صرف دفاع کرتے بلکہ اہل مدینہ کی فقہ کے حق میں اہل عراق کی فقہ کے خلاف دلائل دیتے اور اس میں انہیں ایک خاص مقام حاصل تھا یہاں تک کہ محدثین نے انہیں ناصر الحدیث ۹۹ و ناصر السنۃ ۱۰۰ کے لقب سے ملقب کیا-

امام شافعیؒ نے اپنے دور کے فقہی مکاتب فکر کا ناقدانہ بصیرت سے مطالعہ کیا- فقہ مکہ تو انہوں نے اوائل ہی میں مسلم بن خالد وغیرہ سے جبکہ امام محمد بن حسن شیبانی کے واسطہ سے انہیں فقہ العراق کے بارے میں آگاہی ہوئی- اس طرح امام شافعی کی شخصیت میں فقہ الحجاز اور فقہ العراق میں جمع ہوگئیں- جب امام شافعیؒ مکہ مکرمہ پہنچے تو انہوں نے مختلف مکاتب فقہ سے حاصل شدہ معلومات کے بارے میں گہرا غور وفکر شروع کردیا اور یہیں پر امام شافعیؒ ایک مستقل فقہی مکتب کے بانی کے طور پر ابھرے، آپ جب دوسری مرتبہ ۱۹۵ھ میں عراق پہنچے تو ان کا مستقل فقہی مذہب تھا جس کے اپنے اصول وقواعد تھے- امام شافعیؒ آہستہ آہستہ اپنے فقہی مذہب کو عراق میں پھیلاتے رہے اور اس پر ایک کتاب ''الحجۃ'' بھی تصنیف کی جس میں اپنی آراء کو جمع کردیا، جو بعد میں امام شافعی کے ''مذہب قدیم'' سے موسوم ہوئیں کیونکہ آپ نے ان آراء میں سے کچھ آراء سے رجوع کرلیا، امام شافعیؒ جب مصر پہنچے اور وہاں کے لوگوں کی عادات واحوال سے آگاہی ہوئی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تو جوانہوں نے عراق وحجاز میں دیکھا تھا۔ وہ یہاں کے احوال وعادات سے مختلف تھا تو انہیں اپنی آراء میں قدرے تغیر کرنا پڑا، یہاں پر امام شافعیؒ نے اپنے شاگردوں کو نئی کتب املاء کرائیں۔ جو امام شافعیؒ کے ''مذہب جدید،، سے معروف ہوئیں۔۱۰۱؎

امام شافعیؒ کے مذہب کے مصر میں عام ہونے کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ چونکہ مذہب مالک مصر میں موجود تھا، اور وہاں امام مالک سے محبت کرنے والے بہت تھے اور امام شافعیؒ امام مالک کے شاگرد اور ان کے مدرسہ فقہ سے فارغ التحصیل تھے۔ اس لئے وہاں امام شافعی کو عام پذیرائی ملی۔

۲۔ امام شافعیؒ لغت فقہ اور حدیث کے متبحر عالم تھے اور امام مالک اور اہل الرائے کے اقوال کے جامع اور مذہب اہل حدیث کے موید وناصر تھے۔ اس لئے لوگوں نے ان کی آراء کو وقعت دی۔

۳۔ آپ قریشی النسل تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے نسبت نے مسلمانوں کے دلوں میں آپ کی محبت پیدا کردی۔

مذہب شافعی اہل حدیث اور اہل رائے کا جامع مکتب فقہ شمار کیا جاتا ہے۔ آپ احادیث نبویہ ﷺ حتی کہ خبر واحد سے بھی حجت پکڑتے تھے، اور حدیث مرسل سے اخذ واحتجاج نہ کرتے تھے جبکہ قیاس کو بھی بوقت ضرورت استعمال کرتے تھے مگر حنفیہ کے ''استحسان،، اور مالکیہ کے ''مصالح مرسلہ،، کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔۱۰۲؎

مذہب شافعی کی ترویج وشاعت میں حکومت ایوبیہ کا بڑا اہم کردار ہے کیونکہ حکومت ایوبیہ کا سرکاری مذہب یہی تھا، اور مدت دراز تک جامعۃ الازہر کے شیخ کا منصب شافعی علماء کیلئے مخصوص رہا۔۱۰۳؎

مذہب شافعی کی نقل وتدوین دو طرح سے ہوئی:

کتب امام شافعی:

وہ کتب جنہیں امام شافعیؒ نے بذات خود تصنیف کیا اور انہیں اپنے تلامذہ کو املاء بھی کرایا ان میں سب سے زیادہ مشہور کتاب ''الرسالۃ،، ہے جسے امام شافعیؒ نے عراق میں لکھا پھر مصر میں نئی تہذیب وترتیب کے بعد اسے دوبارہ تحریر کیا۔ یہ اصول فقہ کی ابحاث پر مشتمل ہے جس میں امام شافعیؒ نے بیان قرآن، بیان السنۃ للقرآن، عام وخاص، منسوخ اور خبر واحد کے حجت ہونے کے علاوہ دیگر ابحاث کے بارے میں کلام فرمایا ہے۔۱۰۴؎ دوسری کتاب ''الام،، ہے جو مضبوط علمی اسلوب کا حامل، ایک وقیع فقہی ذخیرہ ہے جس میں امام شافعیؒ نے اپنی آراء کو دلائل کے ساتھ بیان کرنے کے ساتھ دوسرے فقہاء کے اقوال پر نقد ومناقشہ بھی کیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ ایک ضخیم انسائیکلوپیڈیا ہے جو فروع، اصول، لغت، تفسیر، احادیث کثیرہ اور فقہ اسلاف کی جامع ہے- اس میں امام شافعیؒ کے دیگر کئی رسائل اور کتابیں مثلاً ''الرسالۃ، ابطال الاستحسان، جماع العلم، اختلاف الحدیث، سیر الواقدی، سیر الاوزاعی، الرد علی محمد بن الحسن، اختلاف العراقیین، اختلاف علی و عبداللہ بن مسعود، اور اختلاف مالک والشافعی، بھی شامل ہیں-۱۰۵؎

تلامذہ امام شافعیؒ

امام شافعیؒ کے متعدد تلامذہ تھے جنہوں نے امام شافعیؒ کے تینوں ادوار (مکہ، بغداد اور مصر کے ادوار) میں فقہ شافعی کو ان سے نقل کیا- کچھ تلامذہ نے مکہ مکرمہ میں، کچھ نے امام شافعیؒ کے بغداد میں ورود ثانی کے وقت اور کچھ نے مصر میں ان سے اخذ و استفادہ کیا اور مذہب شافعی کی تدوین و ترویج میں اہم کردار ادا کیا- چند مشہور تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں:

(الف) امام شافعیؒ کے مکی تلامذہ:

(i) ابوبکر الحمیدی (م ۲۱۹ھ): یہ امام شافعیؒ کے فقیہ محدث حافظ اور ثقہ شاگرد تھے- یہ امام شافعیؒ کے ہمراہ مصر بھی گئے پھر امام شافعیؒ کے وصال کے بعد مکہ مکرمہ واپس لوٹ آئے-

(ii) ابواسحاق ابراہیم بن محمد العباس (م ۲۳۷ھ): یہ امام شافعیؒ کے ثقہ اور حافظ حدیث شاگرد تھے لیکن ان سے امام شافعیؒ سے ان کی فقہ کے متعلق کوئی چیز منقول نہیں-

(iii) ابوبکر محمد بن ادریس:

(iv) ابوالولید موسیٰ ابن ابی الجارود-۱۰۶؎

(ب) امام شافعیؒ کے عراقی تلامذہ

(i) ابوثور ابراہیم بن خالد بن یمان الکلبی البغدادی (م ۲۴۰ھ): یہ شروع میں اہل عراق کے مذہب پر عامل تھے- امام شافعیؒ کی صحبت اختیار کی- ان سے سماع کیا اور مذہب شافعی کو اپنانے کی بجائے ایک خاص مذہب کے بانی ٹھہرے- ان کے پیروکار بھی تھے، دلیل پر یہ امام شافعیؒ سے اختلاف بھی کرتے تھے لیکن یہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے-۱۰۷؎

(ii) الحسن بن محمد بن الصباح الزعفرانی البغدادی (م ۲۶۰ھ): امام شافعیؒ کے تلامذہ میں سے ان سے زیادہ فصیح اللسان، لغت عرب اور قرات سے آگاہ کوئی نہ تھا حتی کہ امام شافعیؒ ان کی فصاحت و بلاغت پر تعجب کا اظہار کرتے اور فرماتے:

''جب تو عربی بول رہا ہوتا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ تو عربی ہے اور میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نبطی (غیر عربی) ہوں- ان سے امام بخاری اور دیگر ائمہ حدیث (امام مسلم کے علاوہ) نے احادیث روایت کی ہیں-۱۰۸

(iii) ابوعلی حسین بن علی الکرابیسی (م۲۵۶ھ): یہ بہت بڑے عالم اور صاحب اتقان مصنف تھے- انہوں نے پہلے عراقی فقہ حاصل کی پھر امام شافعیؒ سے وابستہ ہوئے- ان سے حدیث کا سماع کیا- امام شافعیؒ نے انہیں زعفرانی کی کتب کی اجازت دی-۱۰۹

امام احمد بن حنبل کے ان پر طعن کے سب لوگوں نے روایت حدیث کے سلسلے میں ان سے اجتناب کیا حالانکہ علمی اعتبار سے ابوثور ان کا عشر عشیر بھی نہ تھے لیکن امام احمد بن حنبل کی مدح کے سبب بلند ہو گئے-۱۱۰

(iv) ابوعبدالرحمٰن احمد بن محمد بن یحیٰ الاشعری البغدادی: یہ امام شافعیؒ کے کبار اصحاب میں سے تھے- امام شافعیؒ کی کثرت مصاحبت کے سبب انہیں شافعی کہا جاتا تھا- حدیث و آثار کے عالم تھے- صاحب اقتدار لوگوں کے ہاں ان کا بڑا مرتبہ تھا اور وہ پہلے شخص ہیں جو عراق میں امام شافعیؒ کے نائب کے طور پر معروف ہوئے کیونکہ یہ امام شافعیؒ کے اصول، مذہب اور ان کے اقوال کے محافظ تھے-۱۱۱

(ج) امام شافعیؒ کے مصری تلامذہ:

(i) حرملۃ بن یحیٰ بر حرملۃ (۱۶۶ھ-۲۴۳ھ) یہ صاحب جلالت علمی شخصیت تھے- امام شافعیؒ ان کے ہاں ٹھہرے- انہوں نے امام شافعیؒ سے وہ کتب روایت کیں جو ربیع بن سلیمان سے مروی نہیں، مثلاً ''کتاب الشروط (۳ اجزاء)، کتاب السنن (۱۰ اجزاء) کتاب النکاح، کتاب الوان الابل والغنم وصفاتھاواسنانھا،،۱۱۲

یہ امام شافعیؒ کے کبار مصری اصحاب میں سے سب سے نمایاں ہیں- امام شافعیؒ ان کے فتویٰ پر اعتماد کرتے تھے اور جب کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو ان سے مشورہ کرتے. امام شافعیؒ نے انہیں اپنی وفات کے بعد اپنے حلقہ کا نائب مقرر کیا، انہوں نے امام شافعیؒ کے کلام سے ماخوذ ایک المختصر المشہور لکھی، ان سے استفادہ کرنے والے اپنے دور کے امام ہوئے جنہوں نے مختلف ممالک میں امام شافعیؒ کے علم کو پھیلایا، یہ فتنہ خلق قرآن کے سلسلہ میں حالت قید میں واصل بحق ہوئے-۱۱۳

(ii) ابوابراہیم، اسماعیل بن یحیٰ المزنی (۱۷۵ھ.....۲۶۴ھ): انہوں نے جوانی میں علم حاصل کرنا شروع کیا- امام شافعیؒ جب ۱۹۹ھ میں مصر تشریف لائے تو ان سے علم فقہ حاصل کیا، امام شافعی نے ان کے بارے میں فرمایا:

''المزنی ناصر مذھبی،، (مزنی میرے مذہب کا مددگار ہے)

اور یہی وہ شخص ہے جس نے دو کتب (المختصر الکبیر المسمی المبسوط، المختصر الصغیر) تصنیف کیں جن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پر مذہب شافعی کا مدار ہے- ان سے خراسان، عراق اور شام کے کثیر علماء نے استفادہ کیا- یہ درجہ اجتہاد پر فائز تھے-۱۱۴

(iii) ربیع بن سلیمان عبدالجبار المرادی، ابو محمد (۱۷۴ھ .... ۲۷۰ھ): یہ امام شافعیؒ کی کتابوں کے راوی ہیں- جامع مسجد عمرو بن العاص (جامع فسطاط) میں مؤذن تھے- انہوں امام شافعیؒ کی طویل رفاقت نصیب ہوئی- ان کی روایت کو مزنی کی روایت پر مقدم کیا جاتا ہے- کتب شافعی کی روایت کیلئے دور دراز سے لوگ ان کے پاس آتے- انہوں نے ہی مصر میں سب سے آخر میں امام شافعی سے روایت کی-۱۱۵

(iv) محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم (م ۲۶۸ھ): یہ بیک وقت امام مالک اور امام شافعیؒ دونوں کے شاگرد تھے- اہل مصر ان سے زیادہ مقام امام شافعیؒ کے کسی شاگرد کو نہیں دیتے تھے- امام شافعیؒ بھی ان سے حد درجہ محبت کرتے تھے لیکن بعد میں انہوں نے مذہب مالکی اختیار کر لیا کیونکہ امام شافعیؒ نے انہیں اپنا قائم مقام مقرر نہیں کیا تھا-۱۱۶

امام شافعیؒ کے تلامذہ میں وہ افراد بھی شامل ہیں جنہوں نے امام شافعیؒ سے اکتساب علم تو کیا لیکن ان کے مقلد نہ ہوئے- ان میں دو شخصیات زیادہ مشہور ہیں:

۱- امام احمد بن حنبل ۲- اسحاق بن راہویہ-۱۱۷

مذہب شافعی کے پیروکار مصر، انڈونیشا، عراق، لبنان شام، یمن، ایران اور پاکستان میں پائے جاتے ہیں-۱۱۸

(۴) مذہب حنبلی

الامام ابو عبداللہ، احمد بن حنبل بن ہلال بن اسد بن ادریس الذہلی-۱۱۹، الشیبانی-۱۲۰، المروزی-۱۲۱ مذاہب اہل سنت میں سے چوتھے مذہب کے بانی ہیں- آپ ۱۶۴ھ۱۲۲ (بمطابق ۷۸۰ء) میں بغداد میں متولد ہوئے اور وہیں ۲۵۱ھ میں وفات پائی۱۲۳- آپ کی والدہ جب مرو سے جہاں آپ کے والد مقیم تھے، بغداد آئیں تو آپ شکم مادر میں تھے- آپ عربی النسب ہیں، والد اور والدہ دونوں کی طرف سے شیبانی ہیں- بنو شیبان عدنانی قبیلہ کا نام ہے- یہ قبیلہ جس طرح اسلام میں نامور ثابت ہوا اسی طرح قبل از اسلام بھی معزز و ممتاز تھا، آپ کے دادا حنبل بن ہلال امویوں کے دور میں سرخس کے والی رہے- پھر جب عباسی دعوت ابھری تو انہوں نے اس کی امداد و اعانت کی اور انقلاب حکومت چاہنے والے لوگوں میں شامل ہو گئے- چنانچہ دوسرے لوگوں کے ساتھ انہیں تکلیف و مصائب کا سامنا کرنا پڑا-۱۲۴

امام احمد بن حنبل بچپن ہی میں والد کی شفقت-۱۲۵ اور ماں کی ممتا سے محروم ہو گئے- والد کے انتقال کے وقت وہ بالکل بچے تھے- وہ کہا کرتے تھے "نہ میں نے والد کو دیکھا ہے نہ دادا کو، امام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

احمد بن حنبل رفعت نسب، یتیمی، فقر و فلاکت، قناعت تقویٰ اور ذہن رسا رکھنے میں اپنے استاد امام شافعیؒ کے مشابہ تھے۔ امام احمد بن حنبل کی نشو و نما بغداد میں ہوئی اور یہیں انہوں نے تربیت کے مدارج طے کیے۔ اس وقت بغداد معارف وفنون کا مرکز تھا۔ وہاں قاری، محدث، صوفیہ، علماء، ماہرین لغت، حکماء وفلاسفہ۔ الغرض ہر طبقہ اور ہر حلقہ اپنے مسلک کے تنوع، مشرب کے اختلاف اور علم کی رنگارنگی کے باوجود موجود تھا۔ سب سے پہلے آپ نے قرآن کریم حفظ کیا اور اس سعادت کے باعث ان میں امانت اور تقویٰ کا جوہر پیدا ہو گیا اور یہ چیز بچپن سے لے کر جوانی اور پھر بڑھاپے تک تمام تر رعنائیوں کے ساتھ موجود اور قائم رہی جو نقطہ نظر قائم کر لیا اس پر چٹان کی طرح ڈٹ گئے اور اس سلسلہ میں آنے والی ہر آزمائش کا مردانہ وار مقابلہ کیا، حفظ قرآن کریم اور علم لغت کی تحصیل کے بعد آپ تحریر و کتابت کے فن کی طرف متوجہ ہوئے۔ ۱۲۶

پندرہ برس کی عمر میں آپ نے بغداد میں ہی حصول علم حدیث کا آغاز کیا اور سات برس تک وہاں کے محدثین سے اکتساب فیض کرتے رہے اس کے ساتھ صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے فتاویٰ اور فیصلے یاد کرتے رہے، ۱۸۶ھ میں طلب حدیث کے سلسلہ میں دوسرے مراکز کی طرف سفر کا آغاز کیا۔ سب سے پہلے بصرہ گئے۔ پھر حجاز یمن اور کوفہ کی طرف سفر کیے، ۱۸۷ھ میں امام شافعیؒ سے پہلی ملاقات ہوئی، ان سے علم فقہ حاصل کیا اور صاحب مذہب مجتہد مستقل کے درجہ پر فائز ہوئے۔ امام شافعیؒ نے بغداد سے روانہ ہوتے وقت اپنے اس تلمیذ رشید کے بارے میں فرمایا:

"خرجت من بغداد وما خلفت بها احداً اورع ولا اتقی ولا افقه من احمد بن حنبل"۔ ۱۲۷

(میں نے بغداد اس حال میں چھوڑا کہ وہاں اپنے پیچھے احمد بن حنبل سے بڑھ کر کوئی صاحب ورع و تقویٰ اور فقیہ نہیں تھا)

امام احمد بن حنبل اتباع سنت میں مشہور تھے۔ وہ سنن الہدی اور سنن العادت میں فرق نہیں کرتے تھے بلکہ ہر وہ کام کرنے کی کوشش کرتے تھے جس کی نسبت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو جاتی اور ایسے ہر کام سے گریز کرتے تھے جسے رسول اللہ ﷺ نے نہ کیا ہوتا۔

کیا امام احمد بن حنبل فقیہ تھے؟

اس بات پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ آپ محدث تھے لیکن آپ کے فقیہ ہونے کے بارے میں کچھ علماء کو تردد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابن ندیم نے الفہرست میں آپ کا ذکر فقہاء کی بجائے امام بخاری، امام مسلم اور دیگر محدثین کے ساتھ کیا ہے۔ اس طرح ابن عبدالبر نے "الانتقاء فی فضائل الائمہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الفقہاء،، میں ،طبری نے اختلاف الفقہاء میں اورابن قتیبہ نے کتاب المعارف میں اورامام احمد بن حنبل اوران کے مذہب کا کوئی تذکرہ نہیں کیا لیکن جمہور علماء نے کسی بھی دور میں ان علماء کی رائے سے اتفاق نہیں کیا- فقہ حنبلی کے آغاز سے لے کر آج تک اس کا شمار اہل سنت کے چار فقہی مذائب میں ہوتا ہے- محدث کے ساتھ ساتھ انہیں ایک مجتہد کی حیثیت سے جانا جاتا ہے- وہ ایک مستقل اسلوب اور انداز فکر کے حامل ہیں، بہت سے مسائل میں انہوں نے مذاہب ثلاثہ کی آراء سے اختلاف بھی کیا ہے اور ایک منفرد رائے اختیار کی ہے-

امام ابوزہرہ کہتے ہیں: اگر آپ سے منقول اقوال اور فتاویٰ پر ناقدانہ نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ آپ ایسے فقیہ تھے جن پر حدیث کا اثر زیادہ تھا لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ آپ کو فقیہ نہ تسلیم کیا جائے- آپ کے فقیہ کی بجائے محدث مشہور ہونے کی کئی وجوہ ہیں:

۱- آپ فتویٰ پر روایت حدیث کو ترجیح دیتے تھے-

۲- آپ اپنے فتاویٰ کی کتابت سے منع کرتے تھے کیونکہ وہ حدیث کی کتابت کے علاوہ کسی دوسری چیز کی کتابت کو درست نہ سمجھتے تھے- اس ڈر سے کہ کہیں لوگ حدیث کو چھوڑ کر ان کے فتاوی کو نہ اپنالیں- یہ آپ کی فقہی حیات کے آغاز کی بات ہے- بعد میں آپ نے خود بھی اپنے فتاوی کو تحریر کیا اور یہی فتاوی پھر منقول ہوئے لیکن یہ فتاویٰ زیادہ تر آثار سے قریب اور ان کی حکمت سے متعلق ہیں-

۳- آپ کے سامنے صحابہ کرام اور تابعین کے اختلافی اقوال تھے جن کی وجہ سے ایک مسئلہ میں مختلف آراء سامنے آئیں- آپ اپنے آپ کو اس مقام پر نہیں سمجھتے تھے کہ ان کے اقوال کے درمیان ترجیح دیں-

۴- علماء نے مسند کی آپ کی طرف نسبت کو تو درست تسلیم کیا جبکہ بعض نے مسائل فقیہہ کو آپ کی طرف منسوب کرنے میں تردد سے کام لیا ہے- اگر چہ یہ تردد درجہ سند کو نہیں پہنچا- [۱۲۸]

احمد بن حنبل حدیث، سنت اور فقہ کے امام تھے- آپ کے بارے میں ابراہیم الحربی کہتے ہیں:

''رایت احمد، کان اللہ قدجمع لہ علم الاولین و آخرین،، [۱۲۹]

(میں نے امام احمد کو دیکھا تو محسوس ہوا کہ اللہ تعالی نے اولین و آخرین کے علوم ان میں جمع کردیے ہیں)

ربیع کہتے ہیں کہ امام شافعیؒ نے ہمیں فرمایا:

''احمدامام فی ثمان خصال،امام فی الحدیث،امام فی الفقہ،امام فی اللغة،امام فی القرآن،امام فی الفقر،امام فی الزھد،امام فی الورع،امام فی السنة،، [۱۳۰]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(احمد آٹھ خصائل میں امام ہیں: حدیث، فقہ، لغت، قرآن، فقر، زہد، ورع اور سنت)

امام احمد بن حنبل کو، مامون، معتصم اور واثق کے زمانہ خلافت میں فتنہ خلق قرآن کے سلسلہ میں قید و بند کی صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ نے انبیاء علیہم السلام کی سنت ادا کرتے ہوئے کمال استقامت اور صبر کا مظاہرہ کیا۔ علی بن مدینی کہتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے دو شخصیات کے ذریعے اس دین کو عزت دی ہے۔ ان کے مقابلے میں کوئی تیسرا نہیں ہے:

۱۔ ابوبکر صدیقؓ، فتنہ ارتداد کے زمانہ میں

۲۔ احمد بن حنبلؒ فتنہ خلق قرآن کے زمانہ میں،،۱۳۱

سفیان بن وکیع کہتے ہیں:

''احمد ہمارے درمیان حق و باطل کا معیار ہیں جو احمد کا عیب بیان کرے وہ ہمارے نزدیک فاسق ہے۔۱۳۲

محمد بن اسحاق بن ابراہیم الحنظلی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا ''احمد بن حنبل زمین پر اللہ اور اس کے بندوں کے درمیاں حجت ہیں،،۱۳۳

قتیبہ بن سعید کہتے ہیں:

اگر امام سفیان ثوری نہ ہوتے تو ورع و تقویٰ مٹ جاتا اگر امام احمد نہ ہوتے تو لوگ دین میں نئے نئے فتنے پیدا کر لیتے۔۱۳۴

مذہب حنبلی کی تدوین:

امام احمد بن حنبل اپنی آراء کو ضبط تحریر میں نہ لائے جس طرح کہ امام شافعیؒ نے اپنی فقہ کو تحریر کر لیا تھا بلکہ امام احمد بن حنبل اپنی آراء کی کتابت سے روکتے تھے۔ اگر آپ اس طرف توجہ دیتے تو آپ کی کافی ساری کتب موجود ہوتیں۔ آپ نے ''مسند، تصنیف کی جس میں چالیس ہزار سے زیادہ احادیث ہیں۔ اس کے بارے میں آپ اپنے بیٹے عبداللہ سے فرمایا کرتے:

''اس ''مسند،، کو یاد کر لو آنے والے وقت میں یہ لوگوں کی امام ہوگی،،۱۳۵

حنبل کہتے ہیں کہ ''امام احمد بن حنبل نے مجھے، صالح اور عبداللہ کو اکٹھا کیا اور ہیں ''مسند،، پڑھ کر سنائی جسے ہمارے سوا کسی اور نے نہ سنا،، اور فرمایا:

''یہ کتاب جسے میں نے سات لاکھ پچاس ہزار احادیث میں سے تنقیح و تہذیب کے بعد جمع کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی جس حدیث کے بارے میں مسلمانوں کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اختلاف ہو، تو اس ''مسند،، کی طرف رجوع کرو- اگر اس میں مل جائے تو درست ورنہ وہ حیثیت قابل حجت نہ ہوگی،،۔۱۳۶

مسند کے علاوہ ''التفسیر، الناسخ والمنسوخ، التاریخ، حدیث شعبۃ المقدم والمؤخر فی القرآن، جوابات القرآن اور المناسک،، بھی آپ کی طرف منسوب ہیں-۱۳۷

امام احمد کے تلامذہ:

فقہ حنبلی کی نقل وتدوین امام احمد بن حنبل کے تلامذہ کے ذریعے ہوئی- چند اہم تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں:

(i) صالح بن احمد بن حنبل (م ۲۶۶ھ) یہ امام احمد کے سب سے بڑے بیٹے تھے- انہوں نے فقہ وحدیث کا علم اپنے والد سے اور ان کے معاصرین سے حاصل کیا- انہوں نے فقہ حنبلی کی ترویج اپنے خطوط کے ذریعے سے کی- لوگ ان سے خط لکھ کر سوال پوچھتے اور یہ اپنے والد ماجد کی رائے کے مطابق جواب لکھ بھیجتے- یہ عہدہ قضاء پر بھی فرائض سرانجام دیتے رہے-۱۳۸

(ii) عبداللہ بن احمد بن حنبل (۲۱۳.....۲۹۰ھ) انہوں نے اپنے والد کی فقہ کی روایت کی بجائے ان سے حدیث روایت کی-۱۳۹

(iii) الاثرم ابوبکر، احمد بن ہانی الخراسانی البغدادی (م ۲۷۳ھ) انہوں نے امام احمد بن حنبل سے فقہی مسائل اور کثرت سے احادیث مبارکہ کی روایت کی- انہوں نے مذہب احمد اور حدیث سے اس کے شواہد پر ایک کتاب ''السنن فی الفقہ،، لکھی- یہ حفاظ فقہاء میں سے ایک بہت بڑے عالم تھے-۱۴۰

(iv) عبدالملک بن عبدالحمید بن مہران المیمونی (م ۲۷۴ھ) یہ تقریباً بائیس سال امام احمد کے ہمراہ رہے- یہ امام احمد کے منع کرنے کے باوجود ان کے فقہی مسائل لکھ لیا کرتے تھے- فقہ حنبلی کی نقل وروایت میں ان کا بہت بڑا مقام ہے- ابوبکر الخلال ان کی اس خدمت پر رشک کرتے تھے-۱۴۱

(v) ابوبکر، احمد بن محمد الحجاج، المروزی (م ۲۷۴ھ) یہ امام احمد کے خاص الخاص اور انتہائی قریبی تلامذہ میں سے ایک تھے- انہوں نے امام احمد سے کثیر مسائل نقل کیے اور پھر انہی سے ابوبکر الخلال نے نقل کیے- یہ حدیث وفقہ میں درجہ امامت پر فائز تھے- یہ کثیر التصانیف تھے- انہوں نے شواہد الحدیث کے حوالے سے ''کتاب السنن،، لکھی- جب صرف ''ابوبکر،، بکری المروزی ذکر کیا جائے تو حنابلہ اس سے مراد ابوبکر مروزی ہی لیتے ہیں-۱۴۲

(vi) حرب بن اسماعیل الحنظلی الکرمانی (م ۲۸۰ھ) یہ زیادہ عرصہ تو امام کے ساتھ نہ رہ سکے مگر اس کے باوجود کثیر فقہی مسائل اخذ کیے- ابوبکر مروزی امام احمد بن حنبل کے ساتھ گہرے تعلق کے باوجود ان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے امام احمد بن حنبل سے لکھی ہوئی آراء نقل کرتے تھے۔۱۴۳

(vii) ابراہیم بن اسحاق الحربی ابواسحاق (م ۲۸۵ھ) انہیں فقہ کی بجائے حدیث میں تبحر حاصل تھا۔ یہ علم لغت کے بھی ماہر تھے۔۱۴۴

(viii) احمد بن محمد بن ھارون، ابوبکر الخلال (م ۳۱۱ھ) امام احمد بن حنبل کے تلامذہ کے بعد ابوبکر الخلال آئے جنہوں نے امام احمد بن حنبل کے سوشاگردوں سے امام احمد کی منقول فقہ کو یکجا کردیا۔ یہاں تک کہ انہیں جامع الفقہ الحنبلی کہا جانے لگا۔ یہ ابوبکر مروزی کی وفات تک ان کے ساتھ رہے۔۱۴۵۔ ان کے بعد کئی لوگ آئے جنہوں نے فقہ حنبلی پر کتابیں لکھیں اور اپنے امام کے اقوال کو جمع کیا اور ان کی شرح کی۔۱۴۶۔ جن شخصیتوں نے ابوبکر الخلال کے جمع کردہ فقہی ذخیرہ کی تلخیص کی۔ ان میں دو مشہور نام قابل ذکر ہیں:

(i) ابوالقاسم عمر بن الحسین الخرقی البغدادی (م ۳۳۴ھ) یہ دمشق میں مدفون ہوئے۔ ان کی مذہب حنبلی پر متعدد کتب ہیں۔ ان میں سے ''المختصر،، زیادہ مشہور ہے جس کی ابن قدامہ نے اپنی کتاب ''المغنی،، میں شرح کی اور اس کی تین سو سے زیادہ شروح ہیں۔

(ii) ابوبکر عبدالعزیز بن جعفر، المعروف بغلام الخلال (م ۳۶۳ھ) یہ خرقی کے ساتھ تھے اور خلال کے اقوال کے سب سے زیادہ پیروی کرنے والے تھے۔ اسی وجہ سے یہ ''غلام الخلال،، کے نام سے معروف ہوئے۔۱۴۷

مذہب حنبلی کی اشاعت وترویج:

اہل سنت کے مذاہب میں حنبلی مذہب سب سے کم پھیلا۔ اس مذہب کا رواج ابتداء میں بغداد میں ہوا۔ اس کے بعد چوتھی صدی ہجری میں عراق کے بیرونی علاقے میں اور سب کے بعد چھٹی صدی ہجری میں مصر میں پھیلا۔

اس مذہب کی نشاۃ ثانیہ اور تجدید امام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد امام ابن قیم وغیرہ کے ذریعے ہوئی۔ اس کے بعد بارہویں صدی ہجری بمطابق اٹھارہویں صدی عیسوی میں شیخ محمد بن عبدالوہاب نے اپنی اصلاحی تحریک کے سلسلے میں اس مذہب کی تجدید اور اشاعت میں نمایاں حصہ لیا۔ چنانچہ جدید مذہب حنبلی وہابیوں کی پشت پناہی میں خوب پھیلا۔ خصوصاً جلالۃ الملک عبدالعزیز السعود کے عہد حکومت میں اس مذہب کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ آج کل مملکت عربیہ سعودیہ کا یہی مذہب ہے اور جزیرۃ العرب کے دیگر علاقوں میں بھی اس مذہب کے پیروکار پائے جاتے ہیں اور فلسطین شام اور عراق وغیرہ میں بھی۔ ۱۴۸۔ یہ مسلک اپنی شدت اور مصلحت عامہ (اور نت نئی بدلنے والی حالتوں اور ضرورتوں) کا زیادہ لحاظ نہ رکھنے کے باعث حجاز سے باہر مسلم دنیا کے کسی حصے میں رائج نہ ہوسکا۔۱۴۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حواشی وحوالہ جات

(۱) الدکتور وہبۃ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دمشق، دارالفکر، ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۷ء، ج ۱ ص ۴۲

(۲) الدکتور وہبۃ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دمشق، دارالفکر، ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۷ء، ج ۱ ص ۴۳

(۳) ابن عابدین شامی، حاشیۃ الردالمختار علی الدرالمختار، کراچی، ایچ ایم سعید کمپنی، ۱۴۰۶ھ، ج ۱، ص ۶۶

(۴) عبدالکریم زیدان، المدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیۃ، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، ط ۸، ۱۴۰۵ھ، ۱۹۸۵ء، ص ۱۵۵، ۱۵۶

(۵) ڈاکٹر محمد حمید اللہ، خطباتِ بہاولپور، اسلام آباد، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، ۱۹۸۸ء، ص ۱۲۶

(۶) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، ط ۱ (۱۴۱۷ھ-۱۹۹۷م)، ج ۱۳، ص ۳۳۴

(۷) عبدالکریم زیدان، المدخل، لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیہ، ص ۱۵۶

(۷الف) عبدالرحمٰن بن خلدون، تاریخ ابن خلدون (المقدمۃ)، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، ۱۴۱۳ھ-۱۹۹۲ء، ط ۱، ج ۱، ص ۴۷۶

(۸) عبدالرحمٰن ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون (المقدمۃ) ج ۱ ص ۴۷۶

(۹) ابوعبداللہ حسین بن علی الصمیری (م ۴۳۶ھ)، اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، حیدرآباد، ہند، مطبعۃ المعارف الشرقیۃ، ۱۳۹۴ھ، ۱۹۷۴ء، ص ۱۱

(۱۰) محمد بن محمد المعروف بابن البزازالکردری، مناقب الامام الأعظم ابی حنیفۃ، کوئٹہ، مکتبہ اسلامیہ، ۱۴۰۷ھ، ج ۱، ص ۲۲۰

(۱۱) الموفق بن احمد المکی، مناقب الامام الأعظم ابی حنیفۃ، کوئٹہ، مکتبہ اسلامیہ، ۱۴۰۷ھ، ج ۱، ص ۱۹۷

(۱۲) تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۳۴۵

(۱۳) أبوعبداللہ، حسین بن علی الصیمری (م ۴۳۶ھ) أخبار أبی حنیفۃ وأصحابہ، ص ۹

(۱۴) ایضاً، ص ۱۲

۱۵- حوالہ مذکور، ص ۷۵، تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۳۴۶

۱۶- ایضاً، ص ۱۸

(۱۷) موفق بن احمد المکی (۴۸۴ھ-۵۶۸ھ)، مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ، ج ۲، ص ۱۳۶

(۱۸) مرعی بن یوسف الحنبلی المقدسی الکرمی (م ۱۰۳۳ھ)، کتاب تنویر بصائر المقلدین فی مناقب الأئمۃ المجتہدین، بیروت، دار ابن حزم، ط ۱، ۱۴۱۹ھ، ۱۹۹۸ء، ص ۹۳

(۱۹) عبدالکریم زیدان، المدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیہ، ص ۱۵۸

(۲۰) پنجاب یونیورسٹی، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، مقالہ فقہ، لاہور، ج ۱۵، ط ۱، ۱۹۷۵ء، ص ۴۰۶

(۲۰الف) مرعی بن یوسف الحنبلی (م ۱۰۳۳ھ)، کتاب تنویر بصائر المقلدین، ص ۹۳

(۲۱) محمد طاہر منصوری، عبدالحیٔ ابڑو، امام ابوحنیفہ (حیات، فکر اور خدمات)، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، ۲۰۰۲ء، ص ۲۱۵

(۲۲) محمد طاہر منصوری، عبدالحیٔ ابڑو، امام ابوحنیفہ (حیات، فکر اور خدمات)، ص ۲۱۵

(۲۳) شبلی نعمانی، سیرۃ النعمان، کراچی، ادارہ علوم شرقیہ، س ن، ص ۳۴۲

(۲۴) ڈاکٹر محمد حمید اللہ، امام ابوحنیفہؒ کی تدوین قانون اسلامی، کراچی، اردو اکیڈیمی، سندھ، ۱۹۸۳ء، ص ۴۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۲۵) محمد ابوزہرۃ، ابوحنیفہؒ حیاتہ وعصرہ، مصر، دار الفکر العربی، ۱۹۴۷ء، ص ۱۹۶
۲۶- اردو دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور، پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۷۵ء، ط-۱، ج ۱۵، ص ۴۰۷
۲۷- امام ابوحنیفہؒ (حیات، فکر اور خدمات)، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، ص ۲۲۱
(۲۸) امام ابوزہرۃ، تاریخ المذاہب الاسلامیۃ، بیروت، دار الفکر العربی (س ن)، ص ۲۸۴
(۲۹) عبد الکریم زیدان، المدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیۃ، ص ۱۵۹
(۳۰) حسین بن علی الصمیری، (م ۴۳۶ھ)، اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، ص ۹۳
(۳۱) الشیخ محمد خضری بک، تاریخ التشریع الاسلامی، بیروت، دار الکتب العلمیہ (س ن)، ص ۱۵۶
(۳۲) الشیخ محمد خضری بک، تاریخ التشریع الاسلامی، بیروت، دار الکتب العلمیہ (س ن)، ص ۱۵۶
(۳۳) الکردری، مناقب أبی حنیفہ، ج ۲، ص ۱۲۵
۳۴- تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۲۴۵
۳۵- ابوحنیفۃ، حیاتہ وعصرہ، ص ۱۹۸
۳۶- ابوحنیفۃ، حیاتہ وعصرہ، ص ۲۰۸
۳۷- الکردری، مناقب أبی حنیفہ، ج ۲، ص ۲۰۹
۳۸-
(۳۹) رد المحتار علی الدر المختار، ج ۱، ص ۵۰
(۴۰) المدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیۃ، ص ۱۶۱
(۴۱) المدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیۃ، ص ۱۶۱
(۴۲) ردّ المحتار علی الدر المختار: ج ۱، ص ۵۱
(۴۲ الف) تاریخ التشریع الاسلامی، ص ۱۵۶
(۴۳) الجواہر المضیئۃ، ج ۱، ص ۲۴۳
(۴۴) الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج ۱، ص ۴۵
(۴۵) تاریخ التشریع الاسلامی، ص ۱۵۶
(۴۶) (أ) الجواہر المضیئۃ، ج ۱، ص ۱۲۷، ۱۲۸
(۴۷) الجواہر المضیئۃ، ج ۱، ص ۱۷۶
(۴۸) مناقب ابی حنیفہ للموفق مکی، ج ۱، ص ۱۹۷
(۴۹) الجواہر المضیئۃ، ج ۱، ص ۴۲۶، تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۱۴۰
(۵۰) الجواہر المضیئۃ، ج ۱، ص ۱۸۴، تاریخ بغداد، ج ۱۰، ص ۱۶۶
(۵۱) تاریخ بغداد، ج ۱۱، ص ۹۲، ۹۳
(۵۲) الجواہر المضیئۃ، ج ۱، ص ۳۹۷
(۵۳) اخبار ابی حنیفہ واصحابہ، ص ۱۵۳
(۵۴) الجواہر المضیئۃ، ج ۱، ص ۱۱۰، ۱۱۱
(۵۵) الجواہر المضیئۃ، ج ۱، ص ۲۶۳
۵۶- صبحی محمصانی، فلسفۃ التشریع الاسلامی (مترجم)، لاہور، مجلس ترقی ادب، ط-۵، جون ۱۹۸۵، ص ۵۲
۵۷- عبد الکریم زیدان، المدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیہ، ص ۱۶۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۵۸- المدخل لدراستہ الاسلامیۃ،ص۱۶۲
۵۹- محمد خضریؒ، تاریخ التشریع الاسلامی،ص۱۶۰
۶۰- (i) کتاب تنویر بصائر المقلدین،ص۱۰۹
۶۱- کتاب تنویر بصائر المقلدین،ص۱۱۰
۶۲- حوالۂ مذکور ص۱۱۰
۶۳- الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج۱،ص۴۶
۶۴- کتاب تنویر بصائر المقلدین،ص۱۱۰
۶۵- المدخل لدراستہ الشریعۃ الاسلامیۃ:ص۱۶۵
۶۶- تاریخ ابن خلدون (المقدمۃ)، ج۱،ص۴۷۸
۶۷- الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج۱،ص۴۶
۶۸- الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج۱،ص۴۷
۶۹- تاریخ التشریع الاسلامی،ص۱۶۳
۷۰- الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج۱،ص۴۷
۷۱- الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج۱،ص۴۷
۷۲- الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج۱،ص۴۷
۷۳- الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج۱،ص۴۷
۷۴- تاریخ التشریع الاسلامی،ص۱۶۶
۷۵- تاریخ التشریع الاسلامی،ص۱۶۴
۷۶- الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج۱،ص۴۸
۷۷- الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج۱،ص۴۸
۷۸- تاریخ التشریع الاسلامی،ص۱۶۵
۷۹- تاریخ التشریع الاسلامی،ص۱۶۵
۸۰- تاریخ التشریع الاسلامی،ص۱۶۶
۸۱- الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج۱،ص۴۹
۸۲- تاریخ التشریع الاسلامی،ص۱۶۱
۸۳- مالک، حیاتہ وعصرہ، الامام ابوزہرہ، بیروت، دارالفکر العربی، ۱۹۵۲ء،ص۱۶۹
۸۴- مالک، حیاتہ وعصرہ، الامام ابوزہرہ، بیروت، دارالفکر العربی، ۱۹۵۲ء،ص۱۷۵
۸۵- (الف) المدخل لدراستہ الشریعۃ الاسلامیۃ،ص۱۶۶
(ب) ابحاث حول اصول الفقہ الاسلامی،ص۱۷۴
۸۶- تاریخ ابن خلدون (المقدمۃ)، ج۱،ص۴۸۱،۴۸۲
۸۷- (الف) ابن عساکر (۵۷۱ھ) تاریخ مدینہ دمشق دراستہ وتحقیق: محب الدین ابی سعید عمر بن غرامۃ العمروی، بیروت، دارالفکر (۱۴۱۵ھ......۱۹۹۵ء) ۵۱/۲۷۵
(ب) ابوالفرج ابن الجوزی (م۵۹۷ھ)، صفوۃ الصفوۃ، دارالجیل، ط (۱۴۰۶ھ/۱۹۹۲ء) (ج۱ص۲۸۸
۸۸- ابن کثیر (م۷۷۴ھ)، البدایہ والنہایہ، بیروت مکتبہ المعارف، ۱۰: ۵۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

٨٩- ابوسعد السمعانی (م ٥٦٢ھ) الانساب، بیروت دارالکتب العلمیہ،.......ط (١٤١٩ھ/ ١٩٩٨ء)

٩٠- الذہبی (٧٤٨ھ) سیر اعلام النبلا، بیروت دارالفکر، ط-١ (١٤١٧ھ/ ١٩٩٧ء) ج ٨ ص ٣٨٠

٩١- وھبۃ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ ١/ ٤٩

٩٢- اس بارے میں مختلف روایات ہیں کہ کس نے آپ کی طرف توجہ حصول فقہ کیطرف مبذول کرائی، اس سلسلہ میں مختلف نام ذکر کیے گئے ہیں:
(١) کاتب لعبداللہ الزبیری- (٢) مسلم بن خالد الزنجی- (٣) مصعب بن عبداللہ بن زبیر (الدکتور حمزہ النشرتی، الشیخ عبدالحفیظ الفرغلی، الامام الشافعی القاہرہ، المکتبۃ القیمۃ ص ٤٣-٤٥)

٩٣- تاریخ بغداد ٢/ ٦٠

٩٤- الدکتور عبداللطیف الھمیم، مقدمۃ الرسالۃ للشافعی، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، ط (٢٠٠٥ء، ص ١٢

٩٥- المدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیہ ص ١٠١٦٧- الامام الشافعی، ص ٤٤

٩٦- الامام شافعیؒ، ص ٤٤

٩٧- الامام ابوزہرۃ، الشافعی، حیاتہ وعصرہ، دارالفکر العربی، ١٩٤٤ء، ص ٣٦- الفقہ الاسلامی وادلتہ ١/ ٤٩

٩٨- المدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیہ، ص ١٦٧-١٥٨

٩٩- الشافعی حیاتہ وعصرہ: ١٤٥

١٠٠- الفقہ الاسلامی وادلتہ: ١/ ٥١

١٠١- المدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیہ، ص ٢٦٨

١٠٢- مقدمۃ الرسالۃ للشافعی، ص ٢٩-٣٠

١٠٣- فلسفہ التشریع الاسلامی (اردو) لاہور، مجلس ترقی ادب، ٥ جون ١٩٨٥ء، ص ٦٣

١٠٤- المدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیہ، ص ١٦٩-١٧٠

١٠٥- مقدمۃ الرسالۃ للشافعی، ص ٢٧

١٠٦- الشافعی: حیاتہ وعصرہ، ص ١٤٩-١٥٠

١٠٧- الخضری بک، تاریخ التشریع الاسلامی، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، ص ١٧١

١٠٨- ایضاً، ص: ١٧١، ١٧٢، الشافعی: حیاتہ وعصرہ، ص ١٥٠

١٠٩- الشافعی: حیاتہ وعصرہ، ص ١٥١

١١٠- تاریخ التشریع الاسلامی: ص ١٧٢

١١١- الشافعی: حیاتہ وعصرہ، ص ١٥١- تاریخ التشریع الاسلامی: ص ١٧٢

١١٢- الفقہ الاسلامی، وادلتہ ١/ ٥٢

١١٣- تاریخ التشریع الاسلامی: ص ١٧٣، الفقہ الاسلامیہ وادلتہ ١/ ٥١

١١٤- الشافعی: حیاتہ وعصرہ، ص ١٥٢- الفقہ الاسلامیہ وادلتہ ١/ ٥١

١١٥- تاریخ التشریع الاسلامی: ص ١٧٣-١٧٤- الشافعی: حیاتہ وعصرہ، ص ١٥٤-١٥٣

١١٦- الفقہ الاسلامیہ وادلتہ ١/ ٥٢- الشافعی: حیاتہ وعصرہ، ص ١٥١-١٥٣

١١٧- الشافعی: حیاتہ وعصرہ، ص ١٥١

١١٨- المدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیہ، ص ١٧٠- فلسفہ التشریع الاسلامی (مترجم) ص ٦٣

١١٩- تاریخ بغداد: ج ٥ ص ١٨٠

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۲۰۔ المدخل الدراسۃ الشریعۃ الاسلامیہ،ص۱۷۰

۱۲۱۔ تاریخ التشریع الاسلامی:ص۱۷۴

۱۲۲۔ تاریخ بغداد: ج۵ص۱۸۱

۱۲۳۔ تاریخ بغداد: ج۵ص۱۸۷

۱۲۴۔ تاریخ بغداد: ج۵ص۱۸۱

۱۲۵۔ تاریخ بغداد کے مطابق آپ کے والد کا وصال تیس سال کی عمر میں امام احمد کی ولادت کے فوراً بعد ہوا (تاریخ بغداد: ج۵ص۱۸۱)

۱۲۶۔ ابوزہرہ، حیات احمد بن حنبل (مترجم) فیصل آباد، ملک سنز، جنوری ۲۰۰۴ء،ص۶۲

۱۲۷۔ کتاب تنویر بضائر المقلدین فی مناقب الائمۃ المجتهدین ،ص۱۸۳

۱۲۸۔ تاریخ المذاہب الاسلامیہ،ص۵۲۳-۵۲۴

۱۲۹۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ: ج۱،ص۵۳

۱۳۰۔ کتاب تنویر بضائر المقلدین فی مناقب الائمۃ المجتهدین ،ص۱۸۴

۱۳۱۔ تاریخ بغداد: ج۵ص۱۸۴

۱۳۲۔ تاریخ بغداد: ج۵ص۱۸۶

۱۳۳۔ تاریخ بغداد: ج۵ص۱۸۳

۱۳۴۔ کتاب تنویر بضائر المقلدین فی مناقب الائمۃ المجتهدین ،ص۱۹۸

۱۳۵۔ امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (م۷۴۸ھ) سیر اعلام النبلاء، بیروت، دالفکر، ط-۱(۱۴۱۷ھ/۱۹۹۷ء) ج۹ص۵۲۹

۱۳۶۔ ایضاً

۱۳۷۔ ایضاً

۱۳۸۔ تاریخ المذاہب الاسلامیہ،ص۵۳۸

۱۳۹۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ: ج۱،ص۵۴

۱۴۰۔ تاریخ المذاہب الاسلامیہ،ص۵۳۸

۱۴۱۔ ایضاً- الفقہ الاسلامی وادلتہ: ج۱،ص۵۴

۱۴۲۔ تاریخ التشریع الاسلامی:ص۱۷۵-تاریخ المذاہب الاسلامیہ،ص۵۳۸

۱۴۳۔ تاریخ المذاہب الاسلامیہ،ص۵۳۸

۱۴۴۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ: ج۱،ص۵۵

۱۴۵۔ سیر اعلام النبلاء، ج۹،ص۵۲۰

۱۴۶۔ المدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیہ،ص۱۷۲

۱۴۷۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ: ج۱،ص۵۵

۱۴۸۔ فلسفہ التشریع الاسلامی (مترجم) ص۶۸

۱۴۹۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (مقالہ فقہ) ج۱۵،ص۴۱۳

© rasailojaraid.com